



# سبز قدم اور ہری چوڑیاں

کوئل احمد

Novels  
Mania

Urdu Novels Mania Team©

www.urdu novelsmania.com

سبز قدم اور ہری چوڑیاں  
- "کو مل احمد" -

" اندھیروں کی مسافر ہوں،  
میرے چارہ گھر۔۔۔۔۔

" مجھے اجالوں سے اب ڈر لگتا ہے۔۔۔۔۔  
مجھ میں بھی باقی نہ رہا ساقی،۔۔۔۔۔  
تو خود اب کہیں تیرا لاش نہ کر۔۔۔۔۔"



"پاکیزہ محبت کے نام"

"گاؤں کے سرخچ خاص کر سردار کی موت واقع ہو جائے تو جو عورت اس کے نکاح میں ہوتی ہے۔  
وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی یہ جائز ہی نہیں ہے۔۔ سو گراں خاتون نے فیصلہ کن لہجے  
میں کہا۔۔۔ رحیم خان نے ہاتھ جوڑے۔۔ بھابی میری ایک ہی بیٹی ہے میرے جگر کا ٹکڑا اور وہ ایک  
رات کی بیاہتا ہے۔۔۔ اور وہ تو سہاگن بھی نہیں ہے۔۔ شاہ کمال کے چھوٹے سے پہلے وہ بیوہ ہو  
گئی۔۔۔ رحیم خان کو کہتے شرم تو بہت آتی۔۔ مگر آج وہ یہ جنگ ہار جاتا تو اسکی لاڈلو کی زندگی

"زندہ" بن جاتی اور وہ حویلی میں لوگوں کے انصاف کے فیصلے سناتے راج دھانی سنبھالتے بوڑھی ہو جاتی اور کسی کو فرق نہ پڑتا۔۔۔، رحیم خان تم اس گاؤں کے اصولوں کو نہیں جانتے؟ یا حویلی کے قانون کو؟ دعا نے کرب سے باپ کے جوڑے ہاتھ اور آنسوؤں سے ترچہ دیکھا۔۔۔ آج اسکی عدت ختم ہونے پر اسکا باپ اسے لینے آیا تھا۔۔۔ رحیم خان تمہیں تو ہمارا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔۔۔ ہم نے تمہاری منحوس بیٹی کو عزت مان کر پناہ دی۔۔۔ نکاح کے دو گھنٹوں بعد۔۔۔ محض دو گھنٹے بعد میرا گھبرو جوان بیٹا چلا گیا۔۔۔ ہم نے اف تک نہ کی۔۔۔ ہم کو نسا اسکی نہوست کو سجا کر سر پر رکھنا چاہتے ہیں۔۔۔ مگر یہ ہماری مجبوری ہے اور ہمارے ابا وج داد کی روایت۔۔۔، ہم اسے توڑ نہیں سکتے۔۔۔ آپ اتنی سنگ دل کیسے ہو سکتی ہیں بھائی، میری بیٹی بچپن سے شاہ کمال کی منگ تھی تب تک تو اسکی نہوست کا سایہ نہ پڑا شاہ کمال پر۔۔۔ کیا رخصتی پر ہی پڑنا تھا۔۔۔؟ رحیم کسی طور یہ جنگ ہارنا نہیں چاہتا تھا۔ مگر سوگراں تائی نہیں ساس بن کر سوچ رہی تھی۔۔۔ اس کے خیال میں، "دعا شاہ کمال کو نگل گئی تھی"۔۔۔

اب اسکی سزا اس زندان میں جلنا تھا۔۔۔ میں اپنی بیٹی کا فیصلہ پنچایت سے لوں گا۔۔۔ آپ اگر اسے اس حویلی میں رکھنا چاہتی ہیں تو۔۔۔ لحظہ بھر کو رحیم رکا۔۔۔

اور سیڑھیاں اترتے یلماز کمال کو دیکھا۔۔۔ تو آپ کو اسے یلماز کمال کی دلہن بنانا ہوگا۔۔۔ دعا کے وجود کو جھٹکا سہ لگا۔۔۔ وہیں سوگراں کو سانپ سونگ گیا تو۔۔۔ یلماز کے چہرے پر شاطر سی مسکراہٹ ابھر کر دم ہو گئی۔۔۔

ناممکن۔۔۔۔۔ سرداروں کی بیوائیں۔۔۔ کسی عام انسان کے نکاح میں نہیں جاسکتی۔۔۔ یہ اب سردارنی ہے۔۔۔ اس ریاست کے سیاہ و سفید کی مالک۔۔۔ یلماز کے تاثرات خود کو عام کسے جانے پر تن گئے۔۔۔ اماں شاہ کمال کے بعد اصولن اب میں سردار ہوں گا۔۔۔ اور سر پنج بھی۔۔۔ تو میں عام کیسے ہوا؟

اماں نے سر مسلا اور اسے گھورتے بولی،۔۔۔

"شیر اگر مر جائے تب بھی شیر رہتا ہے۔۔۔ گدھا اسکی کھال پہن کر شیر نہیں بن جاتا،"۔۔۔

یلماز خان سرخ چہرہ لئے توہین آمیز جملے پر باہر نکل گیا۔۔۔ جبکہ رحیم صاحب نے کانپتی دعا کو ساتھ لگا کر اسکی پیشانی چومی۔۔۔ اللہ میرے بیٹی کا نصیب سونے کی قلم سے لکھے۔۔۔ اور اپنی منتق کی دعا۔۔۔ "دعا" کو دے کر چلے گئے۔۔۔ کون جانے یہ دعا۔۔۔ اسے لگے ہی نہ۔۔۔ کون جانے دعا کا نصیب لکھا سونے کے قلم سے ہو۔۔۔ اور اسے ان دعاؤں کی ضرورت ہی نہ ہو۔۔۔ کون جانتا ہے وہ واقع منحوس ہو۔ کیا معلوم یہ المیا اسے کہاں لے جائے۔ اسکی خوش بختی کی طرف۔۔۔؟ تو کیا خوش بختی ایسے آتی ہے؟ سورج نے آسمان کو گھورتے پوچھا۔۔۔ آسمان مسکرا کر یا۔۔۔ اور سورج سے بچنے کو بادل اسکی طرف موڑنے لگا۔۔۔

\*\*\*\*\*

برستی بارش کی وجہ سے سب کبوتر بھیگ رہے تھے۔۔۔ دعا جلدی سے ان کو پنجرے میں ڈال کر پلاسٹک شیٹ پنجرے پر ڈالنے لگی۔۔۔ ازلان کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا۔۔۔ میں تمہارا خون پی جاؤں گئی۔۔۔ ازو کے بچے میری مدد کرو۔۔۔ ازلان نے اسے پکڑ کر اونچا کر دیا۔۔۔ حسینہ کبوتر باز۔۔۔

جلدی کرو مجھ سے اٹھائی کوئی نہیں جارہی۔۔۔ ازلان نے کہا۔۔۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔؟ شاہ کمال کی آواز پر دعا کے ہاتھ چھوٹے ساتھ ہی ازلان کرنٹ کھا کر پلٹا۔۔۔ اور تبھی اسکے ہاتھ سے دعا گر گئی۔۔۔ آوچ برستی بارش میں وہ زمین بوس ہوئی تھی۔۔۔ ہا۔۔۔ ازلان ڈر گیا۔۔۔ جس طرح شاہ کمال اسے گھور رہا تھا۔۔۔ وہ سر پر پیر رکھ کر نیچے بھاگا۔۔۔ پیر پکڑ کر روتی دعا کو جھک کر شاہ کمال نے دیکھا۔۔۔ پھر مسکراہٹ دبائی۔۔۔

بچ گیا ہے پاؤں؟ یا اب لنگڑی دلن بیاہنے آؤں۔۔۔؟ شاہ کمال کے مزاق پر وہ خفگی سے اسے گھورنے لگی۔۔۔ اور غصے سے چھت کی زمین پر جمع پانی اسکے چہرے پر اچھالا۔۔۔ اوہ میری جاہل ڈنگر منگیتر۔۔۔ وہ اگلے ہی لمحے دعا کے بھگے دوپٹے سے چہرہ پونچھ رہا تھا۔۔۔ دعا نے احتیاجن کھپا تو وہ مسکرا کر دوپٹے کی جگہ اسکی روتی بسورتی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔۔ "چھوڑیں۔۔۔ شاہ جی کوئی آجائے گا۔۔۔ وہ شرمندہ ہوئی اس وقت مزاق کیا ہی کیوں؟۔۔۔ آنے دو، کسی میں اتنی ہمت نہیں سردار شاہ کمال کے آگے نظر بھی اٹھائے۔۔۔ کتنا غرور ہے آپ کو۔۔۔ ہونہ دیکھنا ایک دن منہ کے بل گریں گئے۔۔۔ دعا نے ٹرخ کر کہا۔۔۔ بدعا دے رہی ہو؟۔۔۔ وہ حیرت سے پوچھنے لگا۔۔۔ اللہ ہی معاف کرتے۔۔۔ میں نے بدعا دے کر اپنا مستقبل سیاہ کرنا ہے۔۔۔

اچھا صرف اپنی فکر ہے۔۔۔ شاہ کمال نے دانت پیسے۔۔۔ اور سہارا دے کر دعا کو اٹھایا۔۔۔ بارش کے پانی سے اسکا لباس چپک گیا تھا۔۔۔ شاہ کمال کی نظر جھک گئی۔۔۔ وہ پلٹ کر اپنے گرد لپٹی چادر اتارنے لگا۔۔۔۔۔ نیچے جگہ پر پیرے دار تھے۔۔۔ اور یہ بات شاہ کے لئے ناگزیر تھی۔۔۔ اس نے بنا مڑے چادر دعا کو دے دی۔۔۔ دعا نے شرمندہ ہوتے اپنے آپ کو چھپایا۔۔۔ وہ کب سے



چھت پر اسی طرح پڑی تھی۔۔۔۔۔ اس کے سہارے نیچے جاتے دعا بار بار پھسلنے لگتی۔۔ خود تو مروگی مجھے بھی مرواؤگی۔۔ وہ بھی بھری جوانی میں۔۔۔ وہ دانت کچپکا کر بولا، دعا کھسیانی ہنسی ہنس دی۔۔۔ جب تک میرے شاہ میرے ساتھ ہیں۔۔ مجھے ہوا بھی چھو کر نہیں گزر سکتی۔۔۔۔ وہ اٹھائی اور رہی بات آپ کے مرنے کی تو۔۔ دعا نے ناک سکڑی۔۔ جب تک میرے پانچ چھ بچے نہیں ہو جاتے مرنے کا سوچے گا بھی مت۔۔ دعا نے جس طرح رک کر انگلی اٹھا کر کہا۔۔ شاہ کمال سے ہنسی ضبط کرنا مشکل ہو گیا۔۔ دعا اسے گھورنے لگی۔۔ پانچ، چھ، ۹، ۹ بچے۔۔ تم پاگل ہو دعا۔۔۔ وہ اسے مصنوعی گھورنے لگا۔۔۔۔۔ مردم شماری والے تم پر کیس کر دیں گئے۔۔۔۔۔ ہاں تو شاہ جی آپ بچانے آ جانا۔۔۔۔۔

بچانے آ جانا۔۔ دعا کے کانوں میں اپنی ہی آواز گونجی۔۔ اس نے لب شاہ کمال کی تصویر پر رکھ دیئے۔۔۔ اتنی جلدی کیوں چلے گئے۔۔ شاہ جی دیکھو میرا کیا حال ہو رہا ہے۔۔ سانس بھی لیتی ہوں تو لگتا ہے طوفان مچ رہا ہے۔۔۔ سانس روکتی ہوں تو لگتا ہے قیامت آرہی ہے۔۔ میں کروں تو کیا کروں۔۔ اب میری زندگی کا مقصد آپ کے قاتل کو دنیا میں ذلیل کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔۔۔۔۔ میرا آپ سے وعدہ ہے جب تک یہ سانس چل رہی ہے۔۔ میں آخری دم تک لڑوں گی۔۔ آخری دم تک۔۔۔

\*\*\*\*\*

اے دعا! شاہ نے اس کو کندھا مارا۔۔ ناراض کیوں ہے؟۔۔ وہ ٹس سے مس نہ ہوئی تو شاہ نے اسکی لمبی چوٹی اپنے ہاتھ پر باندھ لی۔۔ اب اگر تم نے جواب نہ دیا تو میں نے یہ کھینچ دینے ہیں۔۔ گنجی ہو

جائے گی۔۔۔ دعا نے خنکی سے شاہ کو دیکھا۔۔ خود تو سولہ جماعتیں پڑھ آئے ہو مجھے آٹھ سے آگے کوئی پڑھنے نہیں دیتا۔۔ اچھی لگوں گی شاہ جی تمہارے ساتھ چلتی؟۔۔ شاہ کمال نے سمجھداری سے سر ہلایا۔۔ اچھی تو نہیں لگو گی۔۔ گزارا ہی ہے۔۔ اب زبان دی ہے باوجہ نے، پوری تو کرنی پڑے گی۔۔۔

باہ۔۔۔۔۔!! دعا کا منہ کھول گیا۔۔ مطلب شاہ جی تم مجھ سے محبت نہیں کرتے؟ صرف زبان پوری کر رہے ہو؟ تمہیں کیا لگتا ہے؟۔۔ وہ دعا کی کاجل سے لبریز آنکھوں میں دیکھتے بولا۔۔، ہو مجھے تم سے بات ہی نہیں کرنی۔۔ دعا نے خنکی سے کہا اور اٹھنے لگی۔۔ اسے روکنے کے چکر میں شاہ کمال سے دعا گر گئی۔۔ اونی اماں۔۔ دعا اور وہ اس وقت باغ میں اکیلے تھے۔۔ گو کے باہر سیکورٹی گارڈز وغیرہ تھے۔۔ مگر اندر صرف وہی تھے۔۔ دعا کی فرمائش پر وہ اسے پسلیاں دیکھانے لایا تھا۔۔ جہاں موسمی پھل اور سبزیاں لگے تھے۔۔ دعا کی دونوں کلانیاں شاہ کمال کے ہاتھ میں تھیں۔۔ اور وہ اس پر جھکا تھا۔۔ دونوں کے حواس گم ہو جاتے اور سب ختم ہو جاتا۔ اگر دعا کی ہری چوڑیاں اسکی گرفت سے نہ ٹوٹ جاتی۔۔ اللہ وہ کراہی شاہ نے فوراً اسکی کلانی سے رستا خون دیکھا۔۔ دعا تو پاگل ہے جاہل۔۔ شاہ کمال نے اسکی ساری چوڑیاں اتار کر کلانی پر رومال باندھا اور اسے گھورنے لگا۔۔ دعا سے نظر ملنا محال ہوا تو وہ نظر جھکا گی۔۔ ایسا پہلی بار ہوا تھا۔۔ ورنہ شاہ کمال سے زیادہ اسکی عزت کا رکھوالا بھلا کون تھا۔۔۔۔۔؟

تو پڑھ کر کیا کرے گی۔۔ میرے لئے ہانڈی چوما ہی کرنا ہے تو ایسے ہی کر لے۔۔ وہ کمال بے نیازی سے بولا۔۔ گھر چلیں۔۔ دعا نے بکھرے بالوں کی کچھ آوارہ لٹیں پیچھے کی جوتیز ہوا سے پھر

آگے آگئی۔۔۔ ہاں چلو شاہ نے اسے ہاتھ دیا۔۔۔ چلتے چلتے شاہ نے اسکا ہاتھ دبایا۔۔۔ تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟ اس نے پوچھا؟۔۔۔ دعا کے قدم من من کے ہو گئے۔۔۔ دعا کرتی ہو؟ وہ رک کر سامنے آیا۔۔۔ دعا نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ اگر میں نے دوسری شادی کر لی تو؟ شاہ کمال کی بات پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔ دعا کا رنگ لٹھے کی مانند سفید ہو رہا تھا۔۔۔ تم کسی اور سے محبت کرتے ہو شاہ جی؟ اگر میں کہوں ہاں تو؟ دعا کو ایک جھٹکا سہ لگا۔۔۔ وہ گر جاتی اگر وہ اسے نہ سنبھالتا۔۔۔ شاہ کمال نے قہقہہ لگایا۔۔۔ اومائی گاڈ دعا تم مجھ سے اتنی محبت کرتی ہو؟ وہ چھیڑنے لگا تو دعا کو اسکی شرارت سمجھ آئی۔۔۔ مجھے گھر چھوڑ آئیں۔۔۔ دعا کی آنکھیں چھلک اٹھی۔۔۔

میری دیوانی رکو تو۔۔۔ مجھے نہیں رکنا۔۔۔ وہ اسکا ہاتھ جھٹک کر خفگی سے بولی۔۔۔ اچھا نہیں کرتا دوسری شادی محبت بھی تم سے کروں گا۔۔۔ "اب گولہ کھلاؤں؟ ہاں کھلا دو وہ احسان بتا کر بولی۔۔۔ کبھی نہ بھی کر دیا کرو۔۔۔ بالکل پینڈو لگتی ہو جب ہر چیز پر فوراً مان لیتی ہو۔۔۔ وہ سر جھٹک کر باغ سے باہر نکلا تو دعا سمجھ نہ سکی وہ مزاق کر رہا تھا یا سنجیدہ تھا۔۔۔ پھر سر پر چادر درست کر کے خود بھی باہر نکل گئی۔۔۔

\*\*\*\*\*

www.urdu novelsmania.com

پنچایت میں لوگ اکٹھے ہو گئے تھے۔۔۔ تقریباً پورے گاؤں کے لوگ بیٹھے سارا مسئلہ سن رہے تھے۔۔۔ تو آپ چاہتے ہیں دعا بیٹیا کی شادی یلماز سے ہو جائے؟۔۔۔ ایک بزرگ نے کہا۔۔۔ مگر سردار کی بیوہ کا نکاح کسی عام مرد سے جائز نہیں۔۔۔ ایک دوسرے بزرگ نے کہا۔۔۔ اچھا قرآن کی کونسی حدیث میں لکھا ہے یہ؟ رحیم خان نے کہا۔۔۔ دیکھیں خان زاوے صاحب ٹھنڈے دماغ سے



سوچیں۔۔۔ قرآن کو بیچ میں مت لائیں ہم اس کی بات نہیں کر رہے۔۔۔ ہمارے پنڈ کا یہ قانون صدیوں سے چل رہا ہے۔۔۔ آپ جانتے ہیں؟

رحیم خان کا چہرہ ضبط سے سرخ تھا۔۔۔ میری بیٹی کی جگہ اگر آپ میں سے کسی کی بیٹی ہوتی تو؟ کیا آپ لوگ اس بچی کو اس طرح لا اور اٹوں کی طرح کسی ایک کے نام پر چھوڑ دیتے اللہ ہم سب کو معاف کرے کیا شاہ کمال کوئی نبی پیغمبر یا ولی اللہ لوگ تھا۔ جو اسکی بیوہ دوسری شادی نہیں کر سکتی۔۔۔ ایسا تو نبی پاک کے زمانے میں ہوتا تھا۔۔۔ اور صرف نبیوں کی بیویاں ہی دوسری شادی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ وہ تب بھی انکی عزت رہتی تھیں۔۔۔ مگر شاہ کمال صرف پنڈ کا سردار تھا۔۔۔ کوئی پیر فقیر نہیں اور شاہ کمال کا رشتہ ہی کیا تھا۔۔۔ دعا سے صرف نکاح تک کا؟ رخصتی کے بیچ سرے عام اسکو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔۔۔ کیا بگڑ گیا میری بیٹی کا ان سب میں جو وہ اچھوت ہو گئی؟؟ رحیم خان کی آواز سے ساری پنچایت کو سکھتے ہو گیا۔۔۔ سوگراں خانم ناگواری سے بولی۔۔۔ بیسواں برس ہے میرے گھر والے کمال خان کو خدا رخصت ہوئے اسکے نام پر پڑی تھی۔۔۔ اسکی سرداری سنبھالی یہ آج کی چھو کری کیا یہ اتنا بھی نہیں کر سکتی صرف ایک زندگی نہیں وار سکتی زبان کی خاطر۔۔۔۔۔؟؟؟؟

آپ کے چار بچے تھے۔۔۔ اور کس نے روکا تھا بجھائی اگر دوسری شادی کا ارمان چار بچوں کے بعد بھی دل میں تھا۔۔۔ رحیم خان کی آواز پر کسی نوجوان نے قہقہہ لگایا۔۔۔ وہیں سوگراں شرم سے سرخ پڑ گئی۔۔۔ کسی اور نوجوان نے سیٹی بجائی۔۔۔۔۔ تو بے ہتھوڑی مار کر شور کو روکا گیا۔۔۔۔۔ یہاں سب گاؤں والوں کی مشترکہ رائے ضروری ہے۔۔۔ اگر دعا کی دوسری شادی کی پرچیاں زیادہ

ہوئیں تو پنچایت دعا کے حق میں فیصلہ سنا دے گی۔۔۔۔" سوگراں خانم نے تمسخر اڑایا۔۔۔ اگر رحیم خان جیت بھی گیا تو بھی میں اس منحوس کو اپنا دوسرا بیٹا کبھی نہیں دوں گی۔۔۔ ٹھیک ہے پھر یہاں اسی پنڈال میں اسکا دوسرا نکاح پڑھوایا جائے گا۔۔۔ رحیم خان نے کمال بے نیازی سے کہا۔۔۔ سوگراں کے چہرے پر کئی رنگ آ کر گزر گئے۔۔۔

\*\*\*\*\*

ہر ووٹ دعا بیٹی کے حق میں ہے۔۔۔ پنچایت نے کہا۔۔۔ تو یہاں کوئی ہے جو دعا بیٹی سے نکاح کی ہامی بھر سکے۔۔۔ چاروں طرف اب کے خاموشی چھا گئی۔۔۔ سوگراں خانم کے چہرے پر شاطر مسکراہٹ تھی۔۔۔ کیا کوئی دعا سے نکاح کرنے کی ہامی بھرتا ہے۔۔۔ چاروں طرف اتنا سناٹا تھا جیسے یہاں کوئی موجود ہی نہ ہو۔۔۔ کوئی دعارحیم خانم سے نکاح کی ہامی بھرتا ہے؟۔۔۔ یاد رہے وہ شاہ کمال کی چند گھنٹوں کی بیوہ ہے۔۔۔ اب کے وہ اس گاؤں کی سردارنی ہے اور شاہ کمال کی وارث بھی۔۔۔ کیا کوئی اس کا رکھوالا بننے کو راضی ہے؟۔۔۔ اب بھی خاموشی رہی تو سوگراں خانم نے ہنکارا بھرا۔۔۔۔۔ دیکھ لیا۔۔۔ رحیم خانم کوئی بھی دعا کی نہوست اپنے سر لادنے کو تیار نہیں بولو کیا کہو گے اب کے۔۔۔۔۔ صرف ہم ہیں جو اس کی نہوست اپنے سر ڈال کے بیٹھے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک منٹ --- دکانے گھونگھٹ میں سے کہا۔۔۔ یہ میری زندگی کا فیصلہ ہے۔۔۔ سب سے زیادہ ضروری میری رائے ہے۔۔۔ سفید گھونگھٹ کی اوٹ سے آواز آئی۔۔۔۔ اب یہاں گزبھر کی چھوکریاں بھی پنڈال میں بولیں گیں۔۔۔ سوگراں خانم کو اسکی جرت ناگوار گزری۔۔۔۔ آپ سب نے تو کہا ہم سردار شاہ کمال کی بیوہ ہیں۔۔۔ اور اس حساب سے ہم اب اس سب کے ایک لوتے وارث

اور سردارنی ہوئے۔۔۔ دعا کی آواز سے سب نے ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔ رحیم خانم جو زندگی ہار رہے تھے دعا کی اس بات سے انکی سوئی ہوئی امید جاگ گئی۔۔۔ ہمارا حکم ہے کہ دلاور خان کو اگلی پنچایت میں حاضر کیا جائے میری طرف سے ان کو رکالکھ دیں۔۔۔ اگلی پنچایت ایک ہفتے بعد ٹھیک اسی جگہ ہوگی۔۔۔ اب ہمیں اجازت دیں ہماری نماز کا وقت ہو گیا ہے۔۔۔ دعا تفاخر سے بولتی چلی گئی۔۔۔۔۔ اور اس کے آداب میں سب کھڑے تھے اور سر جھکے تھے۔۔۔

\*\*\*\*\*

میں پوچھتی ہوں کیا کہنا ہے تجھے دلاور خان کو؟ معلوم ہے نا وہ تیرے گھر والے کا قاتل ہے۔۔۔۔۔ دعا نے بے تاثر چہرے سے گھونگھٹ اٹھایا۔۔۔ اس پر ضبط کی سرخیاں تھیں۔۔۔۔۔ سردارنی بن کر اس پر گھونگھٹ فرض ہو گیا تھا۔۔۔ اسے ہر عام مرد اپنی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا تھا نہ ہی کوئی عام عورت یا باندھی۔۔۔ حتیٰ کے اسکی کوئی بہن بھی دعا کا چہرہ نہ دیکھ سکتی۔۔۔۔۔ مجھے آرام کرنا ہے۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بولی آپ جاسکتی ہیں۔۔۔ دعا خاموشی سے اپنے ریشمی بستر پر لیٹ گئی۔۔۔ بد بخت سبز قدم عورت میرا ہیرے جیسا بیٹا منوں مٹی تلے سو رہا ہے اور تم اس ریشم کے بستر پر سوگی؟ سوگراں خانم کی بات پر دعا نے کوئی احتجاج نہ کیا اور خود زمین پر آ گئی۔۔۔ وہ ربیر کارپٹ پر بناتکیے پر لیٹ گئی مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔

\*\*\*\*\*

دعا تو سچ میں مجھ سے ہی شادی کرے گی؟ شاہ کمال نے پوچھا؟ اگر میں وہاں شہر میں کسی مومی گڑیا کو پسند کر لیتا تو؟ نہر میں جھولتے دعا کے پیر رک گئے۔۔۔ کر لیتا تو کر لیتا۔۔۔ وہ پانی اس پر اچھا لے لگی۔۔۔

اس کے بعد وڈی بیگم اور اباجھے چھتر وچھتری کر کے مجھ سے نکاح پڑھواتے سارا عشق اتر جاتا۔۔۔

وہ جس طرح ناک سکڑ کر غرور سے بولی شاہ کمال کا منہ کھلا رہ گیا۔۔۔ پھر یک دم ہنس دیا۔۔۔ دعا تم سچ میں پاگل ہو جھلی۔۔۔ وہ اسکی لمبی چوٹی کھنچنے لگا۔۔۔ تم ڈرتی نہیں مجھ سے کیسے بول لیتی ہو کچھ بھی؟ پتہ ہے نامیں سردار ہوں؟ شاہ کمال کی آواز میں شرارت نمایاں تھی۔۔۔ ہوگا سردار میں بھی مستقبل کی سردار بنی ہوں۔۔۔ "اچھا" شاہ کمال نے سنجیدگی سے اسے دیکھا پھر نہر میں گر ادیا۔۔۔ ہائے اوے

اماں شاہ جی بچاؤ۔۔۔ پہلے سردار جی بول۔۔۔ شاہ جی آپ کو سردار بولتی ہے میری جوتی۔۔۔ تو جوتی سے ہی کہو باہر نکالے۔۔۔ شاہ جی میں مر گئی۔۔۔ دعا نے ہاتھ ڈھیلے چھوڑ دیئے۔۔۔ اور وہ پانی میں غائب ہونے لگی۔۔۔ دعا۔۔۔ دعا۔۔۔ دعا۔۔۔ دعا۔۔۔ شاہ کمال نے پریشانی سے آواز لگائی۔۔۔ تیرنا اسے بھی نہیں آتا تھا۔۔۔ دعا۔۔۔ میں نے دعا کو کھودیا۔۔۔ شاہ کمال وہی گھٹنوں کے بل بیٹھ کر رونے لگ گیا۔۔۔ دعا مر گئی۔۔۔ دعا۔۔۔ آدھے گھنٹے تک وہ رو کر نڈھال ہو گیا۔ مگر ابھی تک وہ

صدے سے وہی گھرا تھا۔۔۔ کچھ دیر بعد کسی نے پیچھے سے شاہ کمال کے کندھے پر ہاتھ رکھا کیا ہوا کیوں رو رہے ہو؟۔۔۔ وہاں پانی میں میری دعا گر گئی۔۔۔ دعا مر گئی ہے۔۔۔ کہہ کر شاہ کمال نے ایک نظر پوچھنے والی کو دیکھا جو حیرت سے پانی دیکھ رہی تھی۔۔۔ پھر پانی دیکھ کر کرنت کھا کر پلٹا۔۔۔ دعا۔۔۔

تم ٹھیک ہو۔۔۔ شاہ کمال نے اسے کلائیوں سے پکڑ کر دیکھا۔۔۔ تم باہر کیسے آئی؟ دعا نے ہنسی دبائی اور اپنا دوپٹہ نچوڑتے بولی۔۔۔ نہر کی دوسری طرف سے۔۔۔ اور راز کی بات ہے سردار جی۔۔۔ مجھے

تیرنا آتا ہے کیونکہ میں الرٹیار (گاؤں کی گوری) ہوں اور آپ شہری بابو۔۔۔ تم فتنی میں رو رہا تھا اور تیرا کی کے مزے لوٹ رہی تھی۔۔۔ ناروتے ڈھونڈنے آ جاتے۔۔۔ مجھے تیرنا نہیں آتا۔۔۔ اچھا گرانا آتا ہے؟ دعا کے طنز پر وہ سر جھٹک کر رہ گیا۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

دلاور کو اسی وقت کا انتظار تھا وہ جانتا تھا اسے دعا ضرور بلائے گی آخر وہ اسکا مجرم تھا۔ اور وہ سزا بھگتنے کے لئے بھی تیار تھا۔ مگر اپنی مرضی سنانے کے بعد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

\_\_\_\_\_

دلاور خان نے ادینہ کا دروازہ کھٹکایا۔۔۔ اور کچھ منٹ رک کر اندر داخل ہوا۔۔۔ وہ بیڈ کے پاس زمین پر گھٹنوں میں چہرہ چھپائے بیٹھی تھی۔۔۔ دلاور خان چلتا ہوا اسکے پاس گیا۔۔۔ اور سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔ دعا خان ذاتی نے بلایا ہے۔۔۔ ادینہ کے سر اٹھانے پر دلاور نظر چرا گیا۔۔۔ اور یہاں وہاں دیکھنے لگ گیا۔۔۔ آپ نہیں جانیں پلیز!! وہ یک دم اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ منہ چھپانے والا مرد نہیں ہوتا۔۔۔ دلاور نے کہا۔۔۔ تم فکرنہ کرو بلکل سہی سلامت واپس آؤں گا۔۔۔ کیونکہ مجھے یقین ہے خان ذاتی بہت سمجھدار ہے۔۔۔ آپ اسے سچ بتادیں گے؟ وہ حیرت سے بولی مجھ پر یقین رکھو پنچایت میں تمہاری عزت رکھنا میری ذمہ داری ہے کیونکہ میں تمہارا محافظ ہوں۔۔۔ دلاور نے اسے مان دینے کو سینے سے لگایا۔۔۔ اور اسکا گریٹا جیسا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اسکی پیشانی پر بوسہ لیا۔۔۔ بھائی مت جانیں۔۔۔ ادینہ نے اسکے سفید کلف دار سوٹ کا گریبان پکڑ لیا۔۔۔ دلاور کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔۔۔ اور اپنا گریبان اسکے نرم ہاتھوں سے نکال کر بولا تمہارا بھائی تمہارے سر کی قسم

کھا کر کہتا ہے اس سفید بے داغ سوٹ پر کوئی شکن بھی ڈالے بنا گھر آؤں گا وہ اسکا سر تھپتا ہوا روایتی خان بنا باہر نکل گیا۔۔۔ ادینہ اسکے پیچھے بھاگی۔۔۔ مگر دلاور کے بھاری قدموں کا مقابلہ اسکے ننھے گلابی پیر دوڑتے بھی نہ کر سکے۔۔۔ اور چپ دھول اڑتی حویلی سے منکلتی چلی گئی۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

دلاور سر جھکائے دعا کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔ ہاتھ پیچھے باندھے تھے۔۔۔ دعا نے سفید گھونگھٹ سے نفرت سے اسے گھور ادل تو کیا تھوک دے پھر خود پر ضبط کیا۔۔۔ تم نے سردار شاہ کمال کا قتل کیا۔ کیا تم مانتے ہو دلاور خان؟؟ قبول کرتا ہوں۔ میں نے ذاتی عناد کا بدلہ لینے کے لئے اس کا قتل کیا۔۔۔ اور یہ بات میں لکھ کر بھی دے سکتا ہوں اگر اس سے بری موت میں اسے دے سکتا تو وہ بھی دیتا۔۔۔ کیا دشمنی تھی تمہاری ہمارے خان کے ساتھ؟ دعا نے پوچھا۔۔۔ پوچھ کیا رہی ہو؟ گولی چلوا دو تم سردارنی ہو کوئی حساب بھی نہ مانگے گا۔۔۔ خاموشی اختیار کیجئے دعا نے گرج دار آواز میں کہا۔ اور سو گراں خانم کی بولتی بند ہو گئی۔۔۔ خبر دار جس نے ہماری اجازت کے بنا گولی چلائی۔۔۔ ہم اسکی سات پشتیں جلو ا دیں گیں۔۔۔ دلاور خان ہمارے دشمن ہیں۔۔۔ انکو گولی مارنے کا حق صرف ہمارا ہے۔۔۔ دعا نے کہہ کر پستول اس پر تانی۔۔۔ دلاور کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔۔۔۔۔ بولو کیا دشمنی تھی تمہاری شاہ خان سے؟ وہ میں سب کے سامنے نہیں بتا سکتا۔۔۔ بتایا تو حرف آپ کی انا پر آئے گا خان زادی اس لئے زرا کونے میں مجھے سن لیں۔۔۔ دعا نے مٹھی ضبط سے بھنچی۔۔۔ جو دلاور نے دیکھ لی۔۔۔ وہ یقین سے کہہ سکتا تھا۔۔۔ دعا کی آنکھیں اس وقت ایکسٹرا مشین بن کر اسکا جائزہ لے رہی ہوں گی۔۔۔۔۔



\*\*\*\*\*

میں یقین سے کہہ سکتا ہوں خان زادی اگر میں آپ کو بتا دوں کہ شاہ کمال کو گولیوں سے چھلنی کیوں کیا گیا تھا تو آپ مجھے زندہ سلامت میری حویلی تک چھوڑ کر آئیں گیں۔۔۔ میں وجہ جاننا چاہتی ہوں۔۔۔

دعا نے مضبوط لہجے میں کہا۔۔۔ ٹھیک ہے آپ وہاں آئیں میں سب کے سامنے نہیں بتا سکتا۔۔۔

ازلان نے اسکی بات سن کر مٹھیاں بھیجی۔۔۔ تم میری بہن کو اکیلے لے جا کر بات نہیں کر سکتے

خان۔۔۔ ازلان کی بندوق دلاور کے سینے تک چلی گئی۔۔۔ ہم بات کر رہے ہیں ازلان خان تحمل سے بیٹھ جاؤ۔۔۔

نہیں خان زادی تحمل سے آپ بیٹھ جائیں جب تک آپ کا یہ بھائی زندہ ہے آپ کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہو سکتی۔۔۔ سگھانہ سسی رضائی بھائی تو ہوں آپ کا ازلان کا خون خول رہا تھا دلاور خان کی بات پر میں خود سنوں گا کہ دلاور خان کیا چاہتا ہے۔۔۔ دلاور خان نے کندھے اچکائے جیسے مان لیا ہو کہ اسکے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے۔۔۔

\*\*\*\*\*

urdu  
novels mania  
www.urdu novels mania.com

بولو خان کوئی ہوشیاری کی تو بنا سوچے اس بندوق میں موجود ساری گولیاں تمہارے سینے میں ہوں گی۔۔۔ دلاور نے کرب سے آنکھیں بند کیں اور مینشان کے سامنے کئے۔۔۔

نا قابل یقین تاثرات کے ساتھ ازلان کبھی کاغذات کو دیکھتا کبھی دلاور شاہ کے جھکے سر کو۔۔۔۔۔

ازلان کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا۔۔۔ وہ ساکت رہ گیا۔۔۔۔ بولو ازلان

خان تم میری جگہ ہوتے تو کیا کرتے؟ تم اپنی لے پالک بہن کے لئے چل رہے ہو ادینہ میری سگھی بہن ہے۔۔۔ میری ناز و پل جیسے بی جی اور باؤ جی کے بعد میں نے ماں باپ کی محبت دیتے بڑا کیا دنیا سے لڑنا سکھایا۔ کیا حق پہنچتا تھا شاہ کمال خان کو کہ وہ اپنی سرداری میری بہن پر آزماتا۔۔۔ اس نے میری بہن کے ساتھ زیادتی کی صرف اس لئے کیونکہ وہ اسکو یونیورسٹی میں پسند آگئی تھی جس میں وہ پڑھتی تھی۔۔۔۔ وہ اسے گاؤں کا سردار سمجھ کر لفٹ لے کر ہوسٹل تک گئی صرف مجبوری میں۔۔۔ اور اس مجبوری کو شاہ کمال نے حوس بنایا۔۔۔ بتاؤ اس بچے کو مار دوں؟ اس لئے کیونکہ یہ اس کے باپ کی سیاہ رات کی نشانی ہے۔۔۔ یا اسکی ماں کی مجبوری کی داستان قتل تو قتل ہوتا ہے چاہے مرد کا چاہے بچے کا۔۔۔ دعا خان زادی کا کوئی قصور نہیں تھا۔۔۔ میں اپنی سزا بھگتنے کو تیار ہوں مگر ادینہ اسکا کیا ہوگا۔۔۔ اس کے ساتھ پل رہی نئی زندگی کا۔۔۔ ایک منٹ کو بے حس ہو کر میں اپنی عزت کا بھرم گواہ کر خان زادی سردارنی کے سامنے انصاف مانگ لوں تو سارے گاؤں کے سامنے دعا خان زادی کی عزت اور انا کا بھرم ٹوٹ جائے گا۔۔۔۔۔ از لان ششہ سا تھا۔۔۔۔۔ دلاور نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھ کر سارے کاغذ نرمی سے لئے اور جیب میں ڈال لئے۔۔۔ دعا گھونگھٹ سے سب دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ متحس ہوئی کہ وہ کاغذ وہ دیکھنا چاہتی ہے۔۔۔۔۔

از لان نے ضبط سے سرخ انگارہ ہوتی آنکھیں اٹھائیں۔۔۔۔۔ اب اگر میں ادینہ کو وونی کرنے کا مطالبہ رکھوں تو دلاور خان انکار مت کرنا۔۔۔ میں شاہ کمال کا گناہ اپنے سرپوری عزت اور شان سے لے کر۔۔۔ اپنی دعا کا بھرم رکھوں گا۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔ دلاور نے کچھ کہنا چاہا تو از لان لمبے لمبے ڈگ بھرتا پنچایت کے قریب جانے لگا۔۔۔۔۔ نچار دلاور کو بھی اسکے پیچھے جانا پڑا۔۔۔۔۔

"خان زادی ہم خون بہا کے بدلے خون نہیں کر سکتے۔۔۔ ازلان نے کہا۔۔۔ ہم اس کے بدلے دلاور شاہ کی کسی انمول اثاثے کو ونی کریں گیں۔۔۔ ہاہ دعا کا سر گھوم گیا۔۔۔ میں یہ فضلیات نہیں پال سکتی۔۔۔ خون کے بدلے خون ہی ہوگا۔۔۔ دعا نے گولی بنا سوچے سمجھے دلاور پر چلائی۔۔۔ گولی کی آواز گونجی۔۔۔ یہ گولی سیدھا دلاور کا دل چیر کر جاتی اگر جو ازلان بندوق کی نال اوپر کی طرف نہ کر دیتا۔۔۔۔۔ میری بات مان لو خان زادی پلیز۔۔۔ ازلان کی ضد نے دعا کا دماغ اور گھما دیا بدلے کی آگ میں اندھی ہوتی دعا نے بندوق دلاور خان کے پیر کے قریب زمین پر گاڑی جس سے کچھ مٹی ہوا میں اچھل گئی۔۔۔

ہر بار ایک عورت ہی کیوں ونی ہوتی ہے مرد کیوں نہیں۔۔۔ کیا مرد حاکم ہے خدا ہے؟ کسی جگہ کا تیس مار خان ہے؟ بہت بڑا ہے اللہ سے بھی بڑا۔۔۔؟؟ مرد کی شان میں فرق پڑتا ہے ونی ہوتے ہوئے یا عورت کا وجود بے مول بے مانع ہوتا ہے۔۔۔ عورت باندی ہوتی ہے اسی کو بندی بنا کر منہ پلیٹ کر بھیج دیا جاتا ہے مرد ونی کیوں نہیں ہوتا۔۔۔ کیوں اپنے کئے کی سزا وہ خود یا اسکا باپ بھائی نہیں چکا سکتا۔۔۔ ہر بار بہن اور بیٹی ہی کیوں؟؟ میں چاہتی ہوں اس بار خون بہا معاف کرنے کے لئے دلاور خان کو ونی کیا جائے تب ہی میرے جلتے گلجے میں ٹھنڈی پھوار آئے گی خان کی انا کو دھچکا پہنچا کر ہی میرے شاہ جی کی روح کو سکون ملے گا۔۔۔ ہاں مجھے خون بہا معاف میں دلاور خان چاہیئے زندہ سہی سلامت۔۔۔۔۔ خان زادی گستاخی معاف مگر مرد ونی نہیں ہوتا۔۔۔ پنچایت کے مردوں نے کہا۔۔۔ انکی مردانگی کو بھی دعا خان زادی کی بات نے ضرب لگائی تھی۔۔۔۔۔۔۔

"خان زادی" میں ہوں چچا آپ "نہیں"۔۔۔ سردار میرا ہے آپ کا نہیں۔۔۔ اس کی وارث میں ہوں آپ نہیں۔۔۔ اس لئے فیصلہ اور سزا دونوں میری مقرر کی ہوئی ہوں گیں۔۔۔ ہم تم سے پوچھتے ہیں دلاور خان تمہارے پاس دورا سستے ہیں۔۔۔ یا تو خون بہا میں اپنی گردن خود تن سے الگ کر کے ہمارے قدموں میں دو یا ونی ہو جاؤ۔۔۔ تمہارے پاس سوچنے کے لئے ایک دن ہے۔۔۔ کل اسی وقت پنچایت میں تم فیصلہ سناؤ گے۔۔۔ یاد رکھنا اگر ونی ہونا مت چاہو تو کٹی گردن بھیج دینا ہمارے پاس فضول وقت نہیں جو تمہاری منحوس صورت دیکھنے یہاں آئیں۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

خان زادی آپ نے یہ غلط کیا۔۔۔ ازلان نے دانت کچکچا کر دعا کو کہا۔۔۔ اس کے لئے دعا کو اب خان زادی کہنا بہت مشکل تھا۔۔۔ بے شک وہ اسکی دودھ شریک بہن تھی مگر دونوں میں بہت زیادہ دوستی اور محبت تھی۔۔۔ اتنی کے ازلان اس کے لئے جان بھی دینے سے گریز نہ کرتا۔۔۔ کیا غلط کیا ہم نے؟ دعا نے بے رخی اور بے نیازی سے کہا۔۔۔ کچھ دیر ازلان اس کے سفید بے داغ گھونگھٹ کو گھورتا رہا۔۔۔ پھر اسے پیچھے گرا کر دعا کو خود سے لگا لیا۔۔۔ بہت غیر لگتی ہو۔۔۔ کیا اب میں تمہارا بھائی نہیں رہا دعا کیا مجھ سے بھی تمہارا پردہ ہو گیا۔۔۔ کیا مجھے بھی حق نہیں رہا تم پر؟ میرے اور بابا کے لئے بھی تو سردارنی ہو گئی؟ شاہ کمال ہوتا تب بھی میں تیرا یہ روعب نہ برداشت کرتا۔۔۔ دعا صرف آنسو بہاتی رہی۔۔۔ میں جانتا ہوں تمہارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے میری گڈی۔۔۔ تیرا گڈا تجھے دے کر چھینا گیا ہے۔۔۔ اس کا مطلب یہ تو نہیں تو ایسی بن جا۔۔۔ دعا کوئی کسی پر گولی کیوں چلاتا ہے وہ بھی ڈنکے کی چوٹ پر؟ پھر تیری ایک آواز پر وہ انسان چلا آیا۔۔۔ تجھے لگتا ہے وہ غلط ہوگا۔۔۔ دعا

[illegible]

\*\*\*\*\*

پنچایت کے سامنے تمام شرائط کو مدے نظر رکھ کر ادینہ اور اذلان کا نکاح ہو گیا۔۔۔ اذلان بے تاثر تھا جبکہ ادینہ دلاور کے گریبان لگی روتی رہی۔۔ دلمن بنی وہ عجیب سی دلمن بہت عجیب لگ رہی تھی۔۔۔ دعا نے لب کچلے کیا بدلہ پورا ہو گیا؟ تو اسکے دل میں ٹھنڈی پھوار کیسے پڑے گی۔۔۔؟ یہ تمہاری آخری ملاقات ہے اپنی بہن سے کچھ کہنا چاہو تو کہہ لو اذلان نے آنکھ سے دلاور کو تسلی دیتے کہا۔۔ دلاور نے پریشانی سے ادینہ کو دیکھا اور نفی میں سر ہلادیا۔۔ دلاور نے ایک آخری نظر دعا خان زادی کو دیکھا وہ گھونگھٹ سے نظر آتے اپنے لب کاٹ رہی تھی ہونٹوں کے نیچے سیاہ تل بھی پریشان تھا۔۔ وہ تھکے تھکے قدموں سے واپس پلٹ گیا۔۔ دلاور کے لئے اتنا کافی تھا کوئی اسکی بہن کو عزت دے رہا ہے۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

آپ آرام سے اوپر سو جائیں۔۔ زمین پر بستر لگاتے دیکھ اذلان نے ادینہ سے کہا۔۔۔ ادینہ نے چونک کر دیکھا پھر اسکے دیکھنے پہ نظر چرائی۔۔۔ وہ آپ کی طبیعت خراب تھی نہ اس لئے میں نے کہا۔۔ اذلان نے وضاحت دی۔۔ میں نے دلاور بھائی سے وعدہ کیا ہے میں آپ کا خیال رکھوں گا۔۔۔ مگر آپ نیچے سوئیں گے؟ ادینہ نے جھجک کر کہا۔۔۔ نہیں میں دوسرے کمرے میں رہوں گا یہ صرف آپ کا کمرہ ہے۔۔۔ ادینہ کا سر گردن کے ساتھ لگ گیا۔۔۔ اور اذلان کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*



صبح صادق کے وقت دعا نے اٹھ کر نماز پڑھی اپنی چادر زمین سے اٹھائی اور کبوتروں کو دانا ڈالنے چلے گئی۔۔۔ کسی کی آہٹ محسوس کر کے اس نے سر پر گھونگھٹ کر لیا۔۔ سفید گھونگھٹ صرف ناک تک آتا تھا۔۔ جس سے دعا کے شگفتہ لب اور ان کے نیچے موجود تل واضح نظر آتا۔۔ برف جیسی رنگت پر ہونٹ کے کنارے یہ ایسا معلوم ہوتا جیسے چاند پر سیاہ آسمان سجدہ کرنے آیا ہو۔۔۔۔۔ صبح بخیر ازلان نے دانا اس کے ہاتھ سے لے کر خود بھی کبوتروں کو ڈالنا شروع کر دیا۔۔۔ کیسی ہو گڈی؟ ازلان نے پوچھا۔۔ دعا نے سر کے اشارے سے جواب دیا۔۔ چند منٹ وہ کبوتروں کی گٹرگوں سنتا رہا پھر اسکا گھونگھٹ ہٹا کر اسے سنجیدگی سے دیکھنے لگا۔۔۔ آپ باز نہیں آئیں سردارنی جی میرے سامنے گھونگھٹ سے پرہیز سے۔۔ دعا مسکرائی تو ازلان نے پوچھا۔۔۔ آگے کے لئے کیا سوچا ہے تم نے گڈی؟ کیا تمام عمر شاہ کمال کی یادوں کے ساتھ رہنا ہے؟ یہ تو نا انصافی ہوئی نا۔۔۔ میں پڑھنا چاہتی ہوں۔۔۔ دعا کی غیر متوقع بات پر ازلان چونکا۔۔ پھر ہاں ٹھیک ہے پڑھ لو۔۔ تمہیں پہلے بھی شوق تھا نا۔۔۔ دعا نے کہا مجھے یہاں سے نہیں شہر سے پڑھنا ہے مجھے کراچی بھیج دو۔۔۔ اکیلی کراچی؟ ازلان حیران ہوا۔۔۔ پھر ادینہ کے ساتھ ہوا حادثہ یاد آیا۔۔۔ تم کہیں نہیں جاؤ گی میں یہاں رہی تو مر جاؤ گی ازلان مجھے سانس نہیں آتی۔۔ دعا کی بات سے ازلان گنگ رہ گیا۔۔۔ وہ کیسے اسے شاہ کمال کی اصلیت بتا سکتا تھا۔۔۔ وہ بالکل ٹوٹ جاتی۔۔۔ ٹھیک ہے مگر میں تمہارے ساتھ رہوں گا وہاں۔۔۔ ازلان نے کہا۔۔ دعا نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ دھوپ میں اسکی آنکھیں بھوری لگتی تھیں۔۔۔ ازلان کے محویت سے دیکھنے پر دعا چونکی ادینہ کہاں ہے؟ ازلان نے کندھے اچکائے۔۔۔ میں نے اپنا کمرہ بدل لیا پرانا اسے دے دیا۔۔ میں تمہارے حصے میں جا کر اسے دیکھ سکتی ہوں؟۔۔۔

دعا نے اجازت مانگی۔۔۔ ازلان نے اسے دیکھا۔۔۔ تم اجازت مانگ رہی ہو؟ ہاں کیونکہ بیاہ کے بعد صرف میں شاہ جی کے ساتھ آ سکتی تھی۔۔۔ اور وہ نہیں ہیں تو۔۔۔ رسموں کے مطابق میں معیے نہیں جا سکتی نا۔۔۔۔۔ فضول باتیں مت کرو۔۔۔ دعایہ پوری حویلی تمہاری ہے۔۔۔ میرا حصہ یا تمہارا حصہ کیا ہوا۔۔۔ تم جان ہو میری آئندہ ایسا سوچنا بھی مت تم جب چاہو میرا گلا بھی دبا دو میں اف بھی نہیں کروں گا۔۔۔ میری زندگی بھی تمہاری ہوئی۔۔۔ زیادہ ڈرامے مت کرو۔۔۔ بلا وجہ مجھے خوش فہمی ہوتی ہے۔۔۔ دعا نے مسکراتے کہا۔۔۔ ازلان کو نمی کی ہلکی سی تحریر اسکی آنکھ میں نظر آئی جو اگلے ہی پل اوجھل ہو گئی۔۔۔۔۔

ڈرامے نہیں کر رہا میں۔۔۔۔۔ وہ خنکی سے بولا۔۔۔ پھر تم نے رات وہ فلم دیکھی ہوگی۔۔۔ ایک ہزاروں میں میری بہنا ہے۔۔۔ ساری عمر ہمیں سنگ رہنا ہے۔۔۔ دعا ہنس دی جبکہ ازلان خفا ہو کر منہ پھلا کر سیڑھیاں پھلانگنے لگا۔۔۔ ازو سنو تو۔۔۔ دعا آواز لگاتی اس کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔۔۔ پانچ سیڑھیاں باقی تھیں جب اس کا پیر موڑ گیا۔۔۔ ازلان اس کے گرنے کی آواز پر کرٹ کھا کر پلٹا۔۔۔ دعا۔۔۔۔۔ وہ فوراً پکا۔۔۔ مگر تب تک وہ خون میں لت پت بے ہوش ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ دعا آنکھیں کھولو چندا۔۔۔ دعا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

گاؤں میں شاہ کمال نے ایک مفت ہو سپٹل بنوایا تھا مگر ڈاکٹر نے کہا آپ انکو شہر لے جائیں۔۔۔ اس لئے ازلان کو اسے شہر لے جانا پڑا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

وہ ہوسپٹل کے کیفے ٹیریا میں بیٹھا کافی کے مگ سے اڑتی بھاپ کے مرگلوں کو بے مقصد گھور رہا تھا۔۔۔ ماضی کی تلخ یادیں اسکا دل چھلنی کر چکی تھیں۔۔۔ اپنی سب سے قیمتی متع کا بے مول ہونا وہ جانتا تھا۔۔۔ ربانی غدار لب گھنی مونچھوں تلے سختی سے بھنچے تھے۔۔۔ اسکی ملٹیر آنکھیں اس وقت سب سے خفا تھیں حتہ کے خود سے بھی۔۔۔۔۔

پاس ہی میز پر اسکا آئی فون بچ رہا تھا۔۔۔ اور اسکے بالکل پاس اسکا سفید کورٹ پڑا تھا۔۔۔ بلیک شرٹ کے اوپر کے چار بٹن کھلے تھے جس سے اسکے چوڑے سینے کے بال جھانک رہے تھے۔۔۔ یہی اسکی وجاہت کی گواہی دیتے تھے۔۔۔ بازو کی کلف کو کچھ اوپر فولڈ کئے، بالوں کو جیل سے پیچھے سیٹ کئے وہ ابھی بھی سوچوں میں غرق تھا۔۔۔ پیروں میں جمکتے کالے جوتے مسلسل اضطرابی انداز میں ہل رہے تھے کافی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔۔۔ موبائل ایک بار پھر بج رہا تھا۔۔۔ ڈاکٹر بینڈسم انسان فون ہی دیکھ لے ڈاکٹر سارا یزدانی نے کہا۔۔۔ وہ چونکا پھر اپنا گولڈن آئی فون چیک کیا جس پر ایمر جنسی کے الرٹ دیئے جارہے اس کے مطابق اسے فوراً آپریشن تھیٹر میں جانا تھا۔۔۔ وہ تھینکس اینڈ ایکسیوزمی کہتا اپنی بلیک پینٹ میں فون اڑستہ ابر کی طرف چلا گیا۔۔۔ ڈاکٹر سارا نے ٹھنڈی کافی کو دیکھا اور خفگی سے اسے ڈسٹ بین کیا۔۔۔ کیا ہو گیا ہے ہمارے ہارٹ ڈاکٹر کو۔۔۔ بھلاتا بینڈسم بندہ یوں افسردہ کیسا لگتا ہے۔۔۔ لگتے تو اس میں اور بھی بینڈسم ہیں۔۔۔ پہلے ہی ساری ڈاکٹر ز اور نرس کی جس نکلالتے تھے۔۔۔ سارا کے دماغ میں اسکی ہلکی بھری ہوئی شیو گھوم گئی۔۔۔

\*\*\*\*\*

ازلان مسلسل آپریشن تھیٹر کے باہر ٹہل رہا تھا۔۔۔ یا اللہ میری بہن کو اپنے امان میں رکھنا۔۔۔ اگر اسکی زندگی لکھی ہے تو اسکی کوئی چیز نکارہ مت کرنا۔۔۔ ازلان کے دماغ میں ڈاکٹر کی کسی بات گھوم گئی۔۔۔ آپ دعا کریں انکا برین ڈیج نہ ہوا ہو۔۔۔ اگر برین ڈیج ہوا تو یہ قومہ میں جا سکتی ہیں۔۔۔۔۔

آپریشن کے دوران بلڈ لگاتے اسکی نظر دعا کے ہونٹ کے کنارے پر بنے تل پر اٹک گئی۔۔۔ وہ بہت خوبصورت نہیں تھی اسے خوبصورت یہ تل بناتا ہوگا۔۔۔ یہ میں کیا سوچ رہا ہوں اس نے اپنا سر جھٹکا۔۔۔ اور اسکی ڈریپ نرس کو بدلنے کو کہا۔۔۔ خود ایک بار پھر پیشانی سے خون صاف کرنے۔۔۔ نظر بھٹک بھٹک کر اسکی دعا کے تل پر جاتی اور اسی پر الجھ جاتی۔۔۔ ایسا ہی ایک تل اسے دعا کی گردن پر نظر آیا۔۔۔ یہ دونوں مصر کی دال کے دانے جنتے تھے۔۔۔ اسکا دل کیا وہ ہاتھ لگا کر دیکھے کیسا محسوس ہوتا۔۔۔ نجانے اسے یہ تل کسی کی یاد دلا رہے تھے۔۔۔ وہ خفگی سے بولتے لب وہ اضطراب میں لب کاٹتی بلکل ایسی ہی تھی۔۔۔ مگر وہ بہت بری تھی۔۔۔۔۔ یا اسے لگی تھی۔۔۔۔۔ ڈاکٹر صاحب پیاری ہے نا۔۔۔ صائمہ نرس نے شرارت سے کہا۔۔۔ وہ چونکا۔۔۔ ہاں۔۔۔ نہیں بس ٹھیک ہے میں اسکی سانس دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ اپنی چوری پکڑی جانے پر نخل سہ ہو گیا۔۔۔ آج تک کسی نے اسے کسی ڈاکٹر کی طرف بھی دیکھتے نہیں دیکھا تھا اب وہ ایک پیشنٹ کو ایسے اتنی کر ٹیکل سچویشن میں گھور رہا تھا۔۔۔ اپنا کام کرو تم یہ سٹیجیز لگاؤ میں باہر اسکے گھر والوں کو کہہ دوں اب یہ ٹھیک ہیں۔۔۔ اور اپنی کجالت مٹانے کو غصے سے بولا اور باہر آیا۔۔۔ ازلان کو دیکھ کر چونکا۔۔۔ تم یہاں۔۔۔۔۔ دلاور خان دعا کیسی ہے۔۔۔ ازلان نے تڑپ کر پوچھا۔۔۔ خان زادی کو کیا ہوا کہاں ہےں وہ؟ دلاور خان پریشان ہو گیا۔۔۔ وہ اندر ہے سیر ھیوں سے گر گئی ہیں۔۔۔ وہ خان زادی ہیں۔۔۔؟ نجانے کیوں دلاور شرمندہ

ہو گیا۔۔۔ تم فکرت کرو وہ ٹھیک ہیں۔۔۔ دلاور اسکا چاند سہ سویا مکھڑا یاد کر کے بولا۔۔۔ تو کیا میں بے دھیانی میں اپنی دشمن کا اسیر ہو رہا تھا۔۔۔ دلاور نے سوچا۔۔۔ وہ دشمن تو نہیں ظلم تو اس کے ساتھ بھی ہوا ہے۔۔۔ دل نے آواز اٹھائی۔۔۔ اوہوں۔۔۔ اس راہ نہیں چلنا یہ کھاردار راہ ہے آگ کی طرف جاتا ہے وہ شرارہ ہے جلا کر بھسم کر دیتی ہے۔۔۔ اسے محبت کا ہنر نہیں آتا۔۔۔ شش دلاور نے دل اور دماغ دونوں کو ڈپٹ دیا۔۔۔۔۔

بیٹھ جائیں۔۔۔ ازلان خان آپ نے صبح سے کچھ کھایا بھی نہیں ہوگا۔۔۔ خان زادی کے ہوش میں آنے میں بہت وقت لگے گا۔۔۔ ابھی تو ٹیکنالوجی سے بے ہوش ہیں۔۔۔ اس کے بعد وہ اگلے چوبیس گھنٹوں میں ہی ہوش میں آسکیں گیں۔۔۔ اور ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ ۹۹۹

ازلان نے اسکی بات دہرائی اسکا رنگ اڑچکا تھا۔۔۔ دلاور کو اس کی محبت کا اندازہ ہوا۔۔۔ آپ دعا کریں۔۔۔ ہاں۔۔۔ ازلان نے غائب دماغی سے سر ہلایا۔۔۔۔۔

دعا کو آئی سی یو میں ابھی انڈر ایزرویشن رکھا تھا۔۔۔ جب تک وہ ہوش میں نہیں آجاتی کچھ بھی کہنا مشکل تھا۔۔۔ اور کون جانے وہ ہوش میں آتی ہی نا۔۔۔ دلاور نے اسکے کندھے پر دباؤ ڈال کر اسکے آگے برگر کیا۔۔۔ اور ایک ڈسپوزیبل کپ میں چائے۔۔۔ اور چھوٹی منزل واٹر کی بوتل۔۔۔ ابھی نہیں جب تک دعا کو ہوش نہیں آجاتا میرے ہلق سے پانی بھی نہ گزرے گا۔۔۔ وہ بچوں کی طرح ضد کرنے لگا۔۔۔ یہ بھائی بہن کا رشتہ بھی کتنا عجیب ہوتا ہے نا۔۔۔ لڑتے جھگڑتے بڑے ہوتے ہیں۔۔۔ مگر بہنوں کے شہزادے بن جاتے ہیں تو بہنیں انکی جان۔۔۔۔۔ دلاور کو اس پر بہت پیار آیا۔۔۔ اسکا بارہاں دل چاہا ادینہ کا پوچھے کل وہ اسے پرایا کر آیا تھا۔۔۔ آج اسے یقین ہو گیا۔۔۔ اس نے بہت

پیارے انسان کو اپنی سب سے قیمتی متع دی ہے۔۔۔ جو اسکی حفاظت کرنا جانتا ہے۔۔۔ جو شخص  
محبت کرنا جانتا ہو وہ بہت رحم دل اور صاف گو ہوتا ہے۔۔۔ دلاور کے دل کے بے سکون کونے میں  
سکون بھرنے لگا۔۔۔

\*\*\*\*\*

بیٹا ازلان اٹھا نہیں۔۔۔؟ رحیم خان نے ادینہ سے پوچھا۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے میں دیکھتا ہوں دعا کے  
پاس ہو گا تم بیٹھو اسے بلاتا ہوں تو ناشتہ مل کر کرتے ہیں۔۔۔ ادینہ مشینیں انداز میں پیڑی پر بیٹھ  
گئی۔۔۔۔۔

کیا معلوم کہاں ہے۔۔۔۔۔ سو گراں نے چائے میں پراٹھا گھماتے کہا اور اچار کا ٹکڑا منہ میں رکھا۔۔۔۔۔  
آپ نے اسے دیکھا نہیں جا کر۔۔۔ رحیم خان کو انکی بے حسی پر غصہ آیا۔۔۔ ہم کون ہوتے ہیں  
سر دارنی کے کمرے میں جھانکنے والے جب دل ہوا آجائیں گی مہرانی۔۔۔ سر پر تاج پہن کر لومڑی  
بھی خود کو شیرنی سمجھنے لگ جاتی ہے۔۔۔ آخری بات انہوں نے یلماز کی طرف دیکھ کر کہی۔۔۔ بلکل وہ  
پیالی منہ سے ہٹا کر بولا۔۔۔ اور منہ سے گرتی چائے صاف کی۔۔۔ رحیم خان تاسف سے سر ہلا کر دعا  
کے کمرے میں گئے۔۔۔ دو بار تین بار چار مگر جواب نہیں آیا۔۔۔ جواب نہ پا کر وہ اندر گئے۔۔۔ کمرہ  
خالی تھا۔۔۔ کہاں چلے گئے دونوں؟۔۔۔۔۔ وہ گھر اپنی طرف واپس آئے تو ادینہ پیڑی پر سر  
جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔ آؤ ہم دونوں باپ بیٹی کھاتے ہیں۔۔۔ وہ دونوں بہن بھائی کہیں گئے ہیں۔ ہو  
سکتا ہے کوئی ضروری کام ہو۔۔۔۔۔ ادینہ خاموشی سے سر ہلا کر کھانے لگ گئی کیونکہ اسکی اس وقت



بھوک سے پھٹ رہی تھی۔۔۔ اب وہ کم سے کم از لان خان کے انتظار میں نہیں بیٹھ سکتی تھی۔۔۔ اس لئے ساری مروت اور ادب ایک طرف رکھ کر اس نے ملازمہ کو ناشتہ بتایا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

زمینوں میں پانی دینے کی باری صفدر کی تھی۔۔۔ مگر وہ رات پہرے پر نہیں تھا اسکی جگہ فیصل پانی دے کر گیا ہے۔۔۔ اب کون جانتا ہے وہی اناج خراب کر گیا ہو۔۔۔ ناصاحب فیصل میرا چھوٹا بھائی ہے وہ ایسا نہ کر سکتا صفدر نے ہاتھ جوڑتے کہا۔۔۔ تو کیا تم آئے تھے رات ۹۹۹ نہیں صاحب صفدر نے کہا۔۔۔ مجھے میرا نقصان چاہیئے رفیق نے کہا۔۔۔ کون بھرے گا میرا نقصان؟ رفیق نے ایک ٹھوکر صفدر کے بخار سے مچلتے وجود پر لگائی۔۔۔ وہ پیچھے کو گرا۔۔۔ بھائی صاحب فیصل نے اسے سنبھالنا چاہا تو رفیق نے ایک ٹھوکر اسے بھی لگا دی۔۔۔ اب اس بات کا فیصلہ پنچایت کرے گی۔۔۔ پنچایت کے لئے سب کو اکٹھا کیا گیا وہیں دعا خان زادی کو بھی فیصلے کے لئے بلا بھیجا گیا۔۔۔ دوپہر ہونے کو تھی اسکا کہیں پتہ نہ چلا۔۔۔ کہاں چلے گئے دونوں؟ رحیم خان پنچایت ملتوی کرنے کا کستے وقت شرم سے گرٹنے لگے۔۔۔

\*\*\*\*\*

مشین کی ٹوں ٹوں سے از لان کا دل مٹھی میں جکڑا جا رہا تھا۔۔۔ شپ نے گھر بتایا۔۔۔ دلاور نے ادینہ کا میسج پڑھتے سر سرری پوچھا۔۔۔ نہیں از لان کو احساس ہوا۔۔۔ میں بتاتا ہوں کہہ کر وہ چلا گیا۔۔۔ بے دھیانی میں دلاور دعا کو دیکھنے لگا نظر ایک بار پھر دونوں تلوں کے درمیان بھٹک گئی۔۔۔۔۔ بھلا کونسا زیادہ خوبصورت ہے؟؟؟ اففف دلاور یہ جان زادی ہے۔۔۔۔۔ نظر بھٹکی بھی تو کس پر دلاور کو خود پر

غصہ آنے لگا۔۔۔۔۔ ظالم ہیں آپ خان زادی بہت زیادہ دلاور منہ میں بڑبڑایا۔۔۔۔۔ شاہ کمال کی جگہ اگر آپ میری مانگ ہوتیں تو میں کبھی کسی لڑکی پر نظر غلطی سے بھی نہ اٹھاتا۔۔۔۔۔ کتنا بد نصیب تھا وہ۔۔۔ دلاور ناجانے کیا کیا سوچتا کے ازلان واپس آگیا۔۔۔۔۔ پانچ گھنٹے رہ گئے۔۔۔ دلاور خان دعا کو ہوش کب آنے لگا۔۔۔۔۔ آجائے گا۔۔۔ دلاور نے تسلی دی۔۔۔ اور ایک ازلان کو تسلی دینے کو ایک بار پھر دعا کے کمرے کی طرف چل دیا۔۔۔ مگر نظر تلوں پر الجھ گئی۔۔۔

\*\*\*\*\*

تم اچھے سے دروازہ بند کر لو ہم جلدی آئیں گئے دعا کو لے کر۔۔۔۔۔ ادینہ نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔۔ رحیم صاحب چلے گئے۔۔۔۔۔ تو ادینہ نے ایک بار پھر دلاور کو میسج لکھا۔۔۔۔۔ بھائی یہ سب لوگ مجھے گھر میں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔۔۔۔۔

دلاور نے میسج ٹون سے اپنا آئی فون پکڑ کر دیکھا تو اسکی ملٹیز آنکھیں مسکرائی۔۔۔۔۔ آنکھوں کے قریب پڑتی لائنیں بھی مسکرائیں۔۔۔۔۔ کونسا سیر پر گئے ہیں۔۔۔۔۔ اگر جو پینک پر گئے اور تمہیں نہ لے کر گئے تو بتانا۔۔۔۔۔ شیور ادینہ نے لکھا۔۔۔۔۔ ویسے کیسی ہے میڈم خان زادی بچنے کے چانسز ہیں؟؟؟ بری بات ادینہ دلاور نے لکھا۔۔۔۔۔ تمہارے ساتھ ہوئی کسی بھی زیادتی کی مرتب خان زادی کبھی نہیں رہیں۔۔۔۔۔ زیادتی ان کے ساتھ بھی ہوئی ہے۔۔۔۔۔ حق تلفی ہوئی ہے انکی اور ظلم بھی۔۔۔۔۔ وہ شاید تم سے بھی زیادہ مظلوم ہیں ادی۔۔۔۔۔ اسکے زخموں کا تو کوئی مداوا کرنے والا ہی نہیں۔۔۔۔۔

آپ بھی میرا ساتھ چھوڑ رہیں ہیں؟ ادینہ کا خفگی سے بھرپور میسج پڑھ کر وہ مسکراہٹ دبا گیا۔۔۔۔۔ بلکل میں نے اپنی بلاتار کر ازلان خان کے سر ڈال دی ہے۔۔۔۔۔ اب وہ جانے اور اسکے فرشتے۔۔۔۔۔ اسکے

توفرشتوں کے سسرالی بھی جانیں گیں بھائی۔۔۔ اوسنہ کی گیدڑ بھی سن کروہ دل میں ہنس دیا۔۔۔ بھلا اس سے بہتر کون جانتا تھا وہ کتنی بہادر ہے۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

لاڈو کو ہوش کب آنے کا ازلان۔۔۔۔۔ رحیم خان نے اسے مشینوں میں جکڑے پوچھا۔۔۔ اس کے پاس کوئی تسلی کا لفظ نہیں تھا۔۔۔ ڈیڈ لائن ختم ہونے میں دو گھنٹے رہ گئے تھے۔۔۔ اب کے دلاور کو بھی تشویش ہونے لگی۔۔۔ اب کوئی معجزہ ہی اسے بچا سکتا تھا۔۔۔ مگر سوال یہ تھا کہ دعا جیسے سبز قدم لوگوں کی زندگی میں معجزے کب ہوتے ہیں؟؟؟ اگر وہ اتنی ہی خوش قسمت ہوتی تو اسکی ہری چوڑیاں مندی دھلنے سے پہلے کیوں ٹوٹ جاتیں۔۔۔ وہ سرخ جوڑا بیوگی کے سفید کفن میں کیسے بدل جاتا۔۔۔ وہ سہاگ کی سچ کانٹوں بھری رات میں کیسے بدل جاتی۔۔۔ اگر وہ اتنی ہی سبز قدم تھی تو آج اگر دعا مر بھی جاتی تو کسی کا کیا جاتا۔۔۔ کون تھا اسکا؟؟؟ کوئی بھی نہیں۔۔۔ آج یا کل سب اپنی زندگی میں مصروف ہو جاتے کبھی نہ کبھی وہ اکیلی رہ جاتی۔۔۔ دلاور نے گہری سانس لی اور اپنی سوچوں کو جھٹک کر ایک بار پھر اسکی آنکھیں کھول کر چیک کیں۔۔۔ پھر ڈریپ کی نال۔۔۔۔۔ نظر بھٹک کر پھر اسکے سیاہ تنوں پر اٹک گئی۔۔۔ کون سا زیادہ خوبصورت ہے دلاور نے سوچا۔۔۔ اور دعا کا ڈریپ والا ہاتھ جو اسنے چیک کرنے کے لئے پکڑا تھا اسے دیکھا۔۔۔ اسے عجیب سے محسوس ہوا۔۔۔ جیسے چاند پر داغ ہو۔۔۔ دعا کا رنگ برف سے بھی زیادہ سفید تھا۔۔۔ اتنا کہ شاید ہی کسی کا اتنا سفید رنگ ہو۔۔۔ پتہ نہیں کیا کھاتی تھی وہ۔۔۔ دلاور کا رنگ بھی صاف تھا جیسے پرکشش مردوں کا ہوتا ہے۔۔۔ مگر اس وقت

وہ دعا کے ہاتھ پکڑے عجیب محسوس کر رہا تھا۔۔ دلاور نے ہاتھ چھوڑ دیا۔۔ اور دوبارہ اپنے ہاتھ کو دیکھا تو عام مردوں سے زیادہ خوبصورت تھا۔۔ مگر اسکے قریب خوبصورت نہ لگتا تھا۔۔۔

لعنت ہے مجھ پر۔۔۔ خان زادی کو پتا چلا تو کچا چا جانے کی مجھے دلاور نے آہستگی سے چادر اسکے پورے وجود پر ڈال دی تاکہ اس چاند کو کسی کی نظر نہ لگے۔۔۔

\*\*\*\*\*

بل آخردعا کو نیم ہوش آہی گیا۔۔ وہ سوکھتے لبوں سے پکار رہی تھی۔۔۔  
 "شاہ جی....."۔۔۔

"شاہ جی".....

رحیم خان نے اس کے سر پر پیار دیا۔۔۔ جبکہ دلاور نے اپنے لب سختی سے بھیجنے لئے جیسے اب کچھ نہیں بولے گا۔۔۔۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

ازلان خان نے کچھ کھایا۔۔۔؟ اوہ نہ کے سوال پر لحظہ بھر کو دلاور حیران ہوا پھر میسج دیکھتے بے ساختہ مسکرایا پھر اسے چھڑنے کی خاطر بولا۔۔۔ پانی بھی نہیں پیا۔۔۔

آپ انکا خیال نہیں رکھ رہے؟؟

تم نے پہلے کہا ہی نہیں۔۔۔

میں نے اب کونسا کہا۔۔۔

مطلب تو وہی تھا نا۔۔

میرا ہر گز یہ مطلب نہیں تھا۔۔۔ وہ ایک رات کی بیوی کو چھوڑ کر بہن کے پلو سے لگے ہیں وہ تو کچھ کھانے بھی لگیں۔۔۔ تو مت کھانے دیجئیے گا۔۔۔۔۔  
دلاور کو اچھو لگا۔۔۔۔۔

کیا رات زیادہ وعدے کر لئے تھے ججی نے؟؟؟  
میں بعد میں بات کرتی ہوں میرا خیال ہے کوئی خان زادی کا پوچھنے آیا ہے۔۔۔۔۔  
اپنا خیال رکھنا کہہ کر دلاور نے میسج باکس بند کر کے فیس بک اون کی۔۔۔۔۔  
اور سٹیٹس دیا۔۔۔۔۔

""فیلنگ کنفیوز۔۔۔۔۔"" 😞

جس پر سارا ازدانی کا کمنٹ آیا۔۔۔۔۔  
کیوں خیریت کہیں مجھ سے محبت تو نہیں ہو گئی۔۔۔۔۔؟  
دلاور نے موبائل اوپن کر دیا اس لئے وہ پڑھ نہیں سکا۔۔۔۔۔  
دوسرا کمنٹ ڈاکٹر جیا کا تھا ہمارے ہوتے کون آگئی وہ؟  
ڈاکٹر شان کا کمنٹ تھا۔۔۔ ضرور کوئی پری ہوگی۔۔۔  
ڈاکٹر شازیہ نے پڑھا تو انکا حیرت بھرا کمنٹ آیا۔۔۔۔۔  
یہ میری آنکھیں کیا دیکھ رہی ہیں۔۔۔۔۔  
ہمارے ہارٹ ڈاکٹر نے کہیں دل کی لگی کر لی۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر شان نے انہیں چھڑنے کو انکے کمنٹ میں رپلائی کیا۔۔۔ ارے ہم ہیں نہ آپکے پاس وہ چلے گئے تو کیا ہوا ہم تو ہیں نا۔۔۔ ہم سے گزرا کر لیں۔۔۔

بھاڑ میں جاؤ تم وہ سلگ کر بولی اور یہی بولنے اسکے ڈیوٹی روم میں گئی۔۔۔ مگر جیسے ہی وہ بول کر پلٹی شان کی آواز پر رک گئی۔۔۔

میری محبوبہ میری دل روبہ مجھ سے روٹھ کر نہ جا۔۔۔  
وہ ایسے بولتا شازیہ کو زہر لگا۔۔۔

بھاڑ میں جاؤ تم گھٹیا ڈاکٹر۔۔۔

اچھا اڈریس تو دیتی جاتیں گھر کا۔۔۔

شازیہ پلٹی اسے حیرانگی سے دیکھ کر بولی کس کے گھر کا؟؟

آپکے گھر کا ابھی آپ نے ہی تو فرمایا تھا بھاڑ میں جاؤں۔۔۔۔

شازیہ نے دانتوں پر دانت سختی سے جما کر خود کو تھپڑ مارنے سے کنٹرول کیا۔۔۔ اور پیر پٹختی باہر چلی گئی۔۔۔ شان کے بتیس دانت باہر نکل کر واپس اندر چلے گئے۔۔۔

\*\*\*\*\*

مجھے معاف کر دے گڈی۔۔۔ از لان نے ندامت سے کہا میری وجہ سے تو گر گئی۔۔۔

دعا نے خٹکی سے آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔۔۔



ازلان کو کچھ اور شرمندگی ہوئی۔۔۔ بات تو کر چاہے گالیاں ہی نکال دے۔۔۔ ایسا کر ٹھیک ہو کر تو مجھے انہیں سیڑھیوں سے پھینک دینا۔۔۔

منظور ہے دعا نے بازو اٹھا کر کہا۔۔۔ ازلان نے منہ بسور اتم ویسے مجھ سے اتنی محبت نہیں کرتی جتنی میں تجھ سے کرتا ہوں۔۔۔

تو یہ تیرا مسئلہ ہو مجھے کیوں سنارہا ہے کونسا میں نے کہا تھا۔۔۔ محبت مت کرتے وہ بے نیازی سے بولی۔۔۔

اچھا ازلان نے دانت پیسے اور پاس بیٹھے مسکراتے رحیم خان کو دیکھا۔۔۔ دیکھ رہیں ہیں بابا آپ کی لاڈلو بڑی مغرور ہو گئی ہے خود کو کوئی "سردارنی ٹائپ" چیز سمجھ رہی ہے۔۔۔۔۔

سردارنی نہیں ملکہ وہ تفاخر سے بولی۔۔۔ اچھا ملکہ جی کچھ کھائیں گیں؟ بالکل وہ ان کو دکھانے کو کھوکھلی ہنسی ہنس دی۔۔۔ مگر اندر سے دل کٹ رہا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

دعا کے ہوش میں آنے کے بعد دلاور کسی مصلحت سے اس کے سامنے نہیں گیا۔۔۔ وہ یہاں اس ہو سپٹل میں کم سے کم اپنی عزت کا تماشا نہیں لگوا سکتا تھا۔۔۔ وہ بھی ایک سو کال سردارنی کے ہاتھوں۔

\*\*\*\*\*

ازلان نے اس کے لئے یہاں گھر کا انتظام کر دیا وہ یہاں پڑھنا چاہتی تھی۔ م اور تب تک گاؤں کی پنچائیتی فل حال رحیم خان کے حوالے کر دی۔۔۔۔۔

دعا ابھی ٹھیک نہیں ہوئی تھی۔۔ اس سے بہت مشورہ لے کر بمشکل ازلان نے ادینہ کو یہاں اسکی دیکھ بھال کے لئے بلایا۔۔ اس طرح وہ دونوں کا خیال رکھ سکتا تھا۔۔ اور ادینہ کو آسانی سے دلاور سے ملوا سکتا تھا کم سے کم وہ ایک ظالم وڈیرہ نہیں بننا چاہتا تھا۔۔۔۔

(People)Peopel

مطلب لوگ۔۔۔۔

Notpeopel...

Itspeople,

ادینہ پاس سے گزر رہی تھی جب باہر لاؤنج میں بیٹھی دعا کو بے ساختہ ٹوک گئی۔۔۔ دعا انوائس منٹ پر مضمون یاد کر رہی تھی۔۔ مگر وہ انلگش ٹھیک سے نہ پڑھ پارہی تھی۔۔ مگر ادینہ کے ٹوکنے پر دعا نے کتابیں سمیٹ دیں اور خود اندر چلی گئی۔۔ ادینہ نے کتابیں دیکھیں اور صوفے کے پاس پڑی دعا کی موجڑی (کھوسہ) دیکھی۔۔۔۔ پاس ہی اسکی سفید گرم چادر تھی۔۔۔ کسی ٹرانس کی کیفیت میں ادینہ اس تک گئی۔۔۔ اور اسکی کتابیں کھولنے لگ گئی۔۔ اس پر جابجا شاہ جی لکھا تھا۔۔۔ ادینہ کی رگ میں نفرت کی ایک لہر سرسرا گئی۔۔ اس نے ساری کتاب پھاڑ دیں۔۔ دعا جو واپس کتابیں لینے آرہی تھی ادینہ کی یہ حرکت دیکھ کر چونک گئی۔۔ بے ساختہ اس نے ادینہ کو اپنی طرف کھینچ کر ایک تھپڑ جڑوایا۔۔۔ تم سردارنی یا خان زادی ہوگی گاؤں میں۔۔ نامیں تمہاری کسی پنچائیتی کومانتی ہوں ناڈرتی ہوں تم سے ادینہ نے نفرت سے دعا کا گلا دبا دیا۔۔۔ دعا دھان پان سی تھی اپنا بچاؤ نہ کر پارہی تھی کچھ ابھی مکمل صحت یاب ناہوئی تھی۔۔ کچھ ہی دیر تک اسکی آنکھیں ابلنے لگیں۔۔ پھر رفتہ رفتہ اسکے پھر پھڑپھڑاتے ہاتھ پیر اسکا ساتھ چھوڑنے لگے اور ایک جھٹکا لگنے کے بعد اس کی اس کی کالی اور

بھوری آنکھوں کا دیا بچھنے لگا اور وہ ہر درد سے آزاد سی ہو گئی۔۔۔ ادینہ کی آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔۔۔ آج اس نے اپنی تذلیل کا بدلہ شاہ کمال کی محبت اور عزت کو فنا کر کے لے لیا تھا۔۔۔ تھو۔۔۔۔۔ ادینہ نے اسے شاہ کمال تصور کر کے اس پر تھوک دیا۔۔۔۔۔ اسی وقت اس کا موبائل بج رہا تھا ادینہ نے پسینے سے شرابور اپنی ہتھیلیوں کو دوپٹے سے رگڑا اور سر دپسینے میں بھیگی پیشانی صاف کی۔۔۔ اور کانپتے ہاتھوں سے موبائل ٹولا وہ اسے وہیں دعا کے نیچے مل گیا تھا۔۔۔ فون بج بج کر بند ہو چکا تھا۔۔۔ وہ موبائل چیک کر رہی تھی جب ایک بار پھر رنگ بج رہی تھی دلاور کا نام جگمگاتا دیکھ کر ادینہ دعا سے پھلانگ کر کمرے میں چلی گئی۔۔۔

ہیلو ادی کہاں تھیں پتہ ہے میرا دل گھبرا رہا تھا۔۔۔ کب سے فون کر رہا تھا پک کیوں نہیں کر رہیں تھیں۔۔۔ ادینہ اپنا بیگ نکال کر اس میں کپڑے رکھ رہی تھی۔۔۔ وہ وہ میم مم ادینہ کی آواز لرز گئی م وہ مم میں۔۔۔ ادی تم ٹھیک ہو؟؟ دلاور بے قراری سے بولا میں ساری رات نائٹ ڈیوٹی پر تھا۔۔۔ ابھی بہت برا خواب دیکھا ہے یک دم تمہارا ہی خیال آیا تم ٹھیک ہو؟ می۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ ٹھیک۔۔۔۔۔ ہوں۔۔۔۔۔ وہ بمشکل بول پائی۔۔۔ ساتھ ساتھ سامان پیک کر رہی تھی۔۔۔ ادینہ تم مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی میں باہر آ رہا ہوں مجھے مل لو ایک بار۔۔۔ دعا خان زادی کو پتہ نہ چلے۔۔۔ ہاں آپ آجائیں بھائی اس کو پتہ نہیں چلے گا۔۔۔ کیوں کہیں گئیں ہیں وہ؟؟ نہیں مر گئی ہے وہ میں نے مار دیا ہے اسے میں نے شاہ کمال کی محبت کو قتل کر کے بدلہ لے لیا ہے اپنا۔۔۔۔۔ ادینہ تم پاگل ہو یہ مزاق تھا نا۔۔۔ بالکل مزاق نہیں تھا آپ مجھے لے جائیں۔۔۔ وہ ازلاں خان مجھے مار دے گا۔۔۔ ادینہ دعا کہاں ہیں؟؟ وہ باہر پڑی ہے۔۔۔ فون بند ہو گیا۔۔۔ وہ سر جھٹک کر اپنا سب سامان پیک کرنے لگی۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

وہ سامان الٹا سیدھا پھینک کر ہانپتی باہر نکلی جب دلاور کی جیب کی آواز آئی۔۔۔ ادینہ نے ایک زہریلی مسکراہٹ دعا پر اچھالی جو دنیا جہاں سے غافل تھی۔۔۔ اور باہر چلی گئی۔۔۔ ادی خان زادی کہاں ہے؟ دلاور نے جیب سے اترتے پوچھا۔ آپ مجھے لے چلیں بھائی اور سانس روکے بولی دعا مر گئی ہے۔۔۔ ہٹو پیچھے دلاور اسے خود کے سامنے سے ہٹاتا اندر لپکا۔۔۔ دعا بے سدھ پڑی تھی اسکی دھڑکن اور شہ رگ چیک کرتے ہی دلاور نے اسے گود میں اٹھایا اور جیب تک گیا ادینہ پہلے ہی بیٹھ چکی تھی۔۔۔ ہم اسے نہیں لے کر جائیں گے وہ از لان وہ اسے ڈھونڈے گا وہ نہیں رہے گا اسکے بغیر اسکی لاش نہ ملی تو آسمان سر پر اٹھالے گا۔۔۔

دلاور نے لب سختی بھیجنے، ملٹیز آنکھیں حد سے زیادہ خفایتیں۔۔۔ وہ خفگی سے باہر دیکھتا جیب سٹارٹ کر رہا تھا۔۔۔

اور جیب ہوا میں اڑاتا ہو سپٹل لے گیا۔۔۔

\*\*\*\*\*

میں بہت شرمندہ ہوں آپ سے از لان۔۔۔ دلاور نے دعا کے ماسک لگے چہرے کی طرف دیکھ کر کہا۔۔۔ جسے ہوش آ کے نہیں دے رہا تھا۔۔۔

از لان نے دلاور کا ہاتھ اپنے شانے سے جھٹکا۔۔۔

میں نے اپنی دعا کی انا کے لئے دینہ سے نکاح کیا تھا۔۔۔ ورنہ میں اتنا عظیم نہیں ہوں کسی اور مرد کی غلاظت اپنے سر لے سکوں۔۔۔ دلاور کے دل کو دھچکا لگا۔۔۔ اسے یہ گوارا نہ ہوا وہ مزید سنے۔۔۔

میری بہن نے پیدائش سے لے کر اب تک بہت تکلیف اور دکھ سہے ہیں۔۔۔ پہلے ماں باپ چلے گئے پھر میری اماں بھی، پھر شاہ کمال کی بے وفائی اور اسکی موت۔۔۔ میں اسے شاہ کمال کی بے وفائی کا بتا کر مزید دکھی نہیں کرنا چاہتا تھا اگر یہ بتا دیتا تو یہ اسکی انا اسکے اعتماد کو کرجی کرجی کر دیتا۔۔۔ اور جانے وہ کسی پر پھر اعتبار کرتی یا نہ سنبھلتی۔۔۔ میں نے اس کے لئے قربانی دی تم بتاؤ دلاور تم کر سکتے تھے ایسا اپنی بہن کے لئے جو میں نے کیا؟ نہیں نا کوئی مرد نہیں کر سکتا۔۔۔ دلاور کی جھکی خفا آنکھوں کو دیکھ کر ازلان نے کہا۔۔۔ دلاور اس وقت ضبط کی حدیں چھو رہا تھا ایک طرف بہن کی عزت تھی تو دوسری طرف محبت کی انا اور جان۔۔۔۔۔

وہ دو کشتیوں کا مسافر بن رہا تھا۔۔۔ وہ چاہ کر بھی دعا سے دور نہیں رہ پا رہا تھا اس نے پہلی بار دعا کے چہرے کو اپریشن تھیٹر میں دیکھا تھا ورنہ وہ ہمیشہ نقاب میں شاہ کمال کی معیت میں گزرتی اور جس دن دعا کی سیر کا دن ہوتا اس دن پورے گاؤں کے مردوں کو ہدایت تھی آنکھیں جھکا کر گزرنے کی ورنہ شاہ کمال کسی کی جان لینے سے گریز نہ کرتا۔۔۔ اور جب دلاور نے اسے دیکھا تب وہ نہیں جانتا تھا وہ خان زادی ہے وہ تو اسے باہر آ کے ازلان کو دیکھ کر معلوم ہوا مگر تب تک دل پور پورا اسکے ان مصر کی دانوں میں الجھ کر ڈوب چکا تھا۔۔۔

ازلان کی آواز دلاور کو ماضی سے کھینچ لاتی میں اب ادینہ کو دعا کے ساتھ نہیں رکھ سکتا اگر شاہ کمال کی اولاد اب دنیا میں آتی بھی ہے تو اسے کوئی حقارت کی نظر سے نہیں دیکھے گا۔۔۔ ادینہ تین ماہ سے میرے گھر میرے ساتھ رہ رہی ہے۔۔۔ میرا خیال ہے اتنا کافی ہے۔۔۔ اب بات میری دعا کی زندگی کی ہے۔ میری ایک ہی بہن ہے۔۔۔ بچپن میں اماں کہتی تھیں یہ میرا کھلونا ہے اور میں نے اپنے

کھلونے کو کبھی نہیں توڑا دل اور، ہمیشہ انکی حفاظت کی ہے۔۔۔ اور دعا۔۔۔ وہ تو میرا پہلا کھونا ہے میری گڑیا ہے میں نے اپنے حصے میں سے دودھ، اپنی ماں کی محبت اور اپنے باپ کی شفقت تک اس سے بانٹ دی۔۔۔ میں کیسے یہ برداشت کر لوں کوئی اسکا گلابا کر مار دے وہ بھی اس گناہ کے لئے جو نہ اس نے کیا ہے نا اسکی ذات سے ہوا ہے۔۔۔ وہ گناہ جس کے ہونے سے اسکی زندگی اجڑی وہ انجان ہے۔۔۔ مگر اب میں اسے سب سچ بتا دوں گا۔۔۔

ازلان پلیز نہیں۔۔۔ ازلان کی آخری بات پر دل اور نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔۔۔ میری بہن کی عزت آخری بار رکھ لو کچھ نہیں ملے گا خان زادی کو بتا کر، نا ہی اب وہ شاہ کمال سے لڑ سکتی ہے نا حساب مانگ سکتی ہے اسکی انا اور بھرم بھی ٹوٹ جائے گا اور میری بہن کی عزت کا بھرم بھی کرچی کرچی ہو جائے گا۔۔۔

تم غلط سمجھتے ہو دل اور میری بہن کی انا ٹوٹے گی مگر وہ ادینہ کا پردہ کبھی نہیں توڑے گی میں یہ آخری چانس ادینہ کو دیتا ہوں میں دعا سے کچھ نہیں کہوں گا مگر میں اب ادینہ کو اپنے گھر نہیں لے جا سکتا وہ چاہے تو طلاق لے سکتی ہے۔۔۔ ازلان نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔۔۔

دل اور نے ضبط سے مٹھیاں بھیچ لیں وہ ادینہ سے ایسی بے وقوفی کی توقع نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ کہ کے وہ ازلان جیسے انسان کے دل میں محبت جگانے کے بجائے بدلے پر اتر آئے گی۔۔۔

\*\*\*\*\*

بھائی مجھے معاف کر دیں ایم سوری مجھے معلوم نہیں مجھے کیا ہوا میں ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔ دعا ازلان کی بہن ہے اور ازلان میرے لئے ابر رحمت ہیں۔۔۔ میرا پردہ ہیں۔۔۔ میں نے دعا

کی بجس میں شاہ کمال لکھا دیکھا تو برداشت نہیں ہوا۔ مجھے نہیں پتا میں نے کیوں اسے مردہ سمجھ کر اس پر تھوک دیا۔۔۔۔ وہ دلاور کے گھٹنے سے لگی رونے لگی۔۔۔ میں سونے جا رہا ہوں تم بھی کچھ کھا کر میڈیسن لو اور سو جاؤ دلاور نے سپاٹ لہجے میں کہا۔۔۔ وہ ادینہ کو اسکی بیوقوفی کا احساس دلانا چاہتا تھا۔۔۔ اس لئے اس سے خفا رہنا ضروری تھا۔۔۔

بھائی پلیز کچھ کھالیں۔۔۔ کھالئے ہیں میں نے ازلان خان کے جوتے جب تک اسکی بہن کو ہوش نہیں آیا بھگو بھگو کر مجھے مارتا رہا ہے۔۔۔

بھائی آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں۔۔۔ میں ناراض نہیں ہوں بس تمہاری شکل دیکھ کر مجھے احساس ہوتا ہے میں نے ایک کریمنل کی وکالت کر کے اسے گھر میں پناہ دی ہے۔۔۔ دلاور نے سخت لہجے میں کہا اور اپنے کمرے کا دروازہ اندر سے مقفل کر لیا۔۔۔ بھائی کھولیں میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔۔۔ بھائی پلیز آپکو کیا ہوتا جا رہا ہے۔۔۔ ادینہ دروازے سے لگی سسکتی رہی۔۔۔

\*\*\*\*\*

ڈبے میں ڈبے میں لہسن دعا جی پلیز لگو الیں انجیکشن شان نے شرارت سے کہا۔۔۔۔ سارہ نے مسکراہٹ دبا کر دعا کا بی پی چیک کر کے فائل میں مینشن کیا۔۔۔ کیونکہ وہ دعا کے انجیکشن کی طرف اٹھتی نظر اور بگڑتے تاثرات دیکھ چکی تھی۔۔۔

ہم یہ نہیں لگوانیں گے تم پھر ہمیں اسی گندے ہسپتال میں لے آئے ازلان وہ ازلان پر خفا ہوتی جو معصومیت سے چہرہ ہاتھوں میں گرا لے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔



میں نہیں لایا آپ کو مجھے آپ یہیں ملی تھیں۔۔۔ وہ سکون سے بولا۔۔۔ دعا نے اسکی بات پر یقین نہیں کیا۔۔۔ ہم بس یہ نہیں لگوانیں گے۔۔۔ ڈاکٹر سارا پلیمز ہیلپ شان نے کہا۔۔۔ سارا مسکراتی دعا کے پاس گئی اور اسکی بازو پکڑنے لگی۔۔۔ چھوڑو ہماری بازو ورنہ ہم گولی چلوادیں گے۔۔۔ دعا کی دھمکی پر شان نے پوری آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔۔۔ تم جانتے نہیں ہمیں ہم گاؤں کی سردارنی ہیں۔۔۔ ازلان نے بمشکل ہنسی ضبط کی۔۔۔ آپ گاؤں کی سردار ہیں تو ہم ہو سہل کے سردار۔۔۔ شان کی بات پر ازلان کو کھانسی لگ گئی۔۔۔ جبکہ کہ سارہ نے ہنستے دعا کو دیکھا۔۔۔ جو اسے کچا چا جانے کو گھور رہی تھی۔۔۔ شان نے ہاتھ اٹھائے پھر بولا مس سردارنی کیا آپ کی شان میں ہم انجیکشن پیش کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔ دعا نے رو ہانسی ہو کر ازلان کو دیکھا۔۔۔ ہمیں گھر جانا ہے ازو پلیمز ہم ٹھیک ہیں چل کے دکھاؤ دعا اٹھنے لگی۔۔۔ ارے ارے لیٹی رہیں۔۔۔ سارہ نے اسے سنبھالا جو چکراتے سر کے ساتھ اب شرافت سے لیٹ رہی تھی۔۔۔ بس ختم بہادری ازلان نے ڈپٹا یہ لگوا لو چھوٹا سا ہے ان بچاروں کے اور بھی مریض ہیں۔۔۔ تم ہماری بازو زور سے پکڑو دعا نے ازلان سے کہا۔۔۔۔۔ شیور۔۔۔ ازلان نے اسکی زور سے بند آنکھوں کو مسکراتے دیکھا اور دوسرا بازو پکڑ لیا۔۔۔ ڈاکٹر سارہ پلیمز شان نے خاموشی سے دعا کے پیروں کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ سارا نے مسکراتے انکو پکڑا۔۔۔ شان نے دعا کی بازو جیسے ہی پکڑی تو اسے اپنے ہاتھ دعا کی سفید دودھیا بازو کے سامنے چاند پر داغ لگی۔۔۔ ہائے یہ سردارنی تو گوری ہے واقع گاؤں کی گوری۔۔۔ شان نے خود سے کہا اور ازلان کا لحاظ کرتے شرافت سے انجیکشن اسکی بازو پر لگانے لگا۔۔۔ اللہ ہمیں بچالو۔۔۔ دعا نے ڈرتے ہوئے اپنے ناخن شان کی بازو پر مارے اور پیر بھی پھڑوانے لگی۔۔۔۔۔ بس بس بس ہو گیا۔۔۔ شان نے اسکا بازو دباتے اطلاع

دی۔۔۔ تب تک اسکی کالی آنکھیں نیلے پانیوں سے بھر چکی تھیں۔۔۔ چھوڑ دیں اب ہمارا بازو ہمیں ایک سیکنڈ بھی اب گندے ہوسپٹل میں نہیں رہنا۔۔۔ دعا نے خفگی سے کہا۔۔۔ ہمارے لئے بھی یہی بیسٹ ہے۔۔۔ کیونکہ ڈاکٹر زبلٹ پرووجیکٹس نہیں پہنتے اور میری توشادی بھی نہیں ہوئی میرے چھوٹے چھوٹے بچے دنیا میں آنے سے پہلے یتیم ہوں جائیں گے۔۔۔ شان نے جس سنجیدگی سے ازلاں کو کہا اس کا مقصد نکل گیا۔۔۔

\*\*\*\*\*

سسی... سارہ شان کے ہاتھ پر ایسی جیمز گرا رہی تھی جب سنجیدہ سی شکل کے ساتھ دلاور بھی وہیں آیا۔۔۔ کوٹ ٹیبل پر گرا کر موبائل رکھا۔۔۔ اور اپنی گردن دباتے پوچھنے لگا کیا ہوا اب اسے؟؟ وہ سارہ سے پوچھ رہا تھا۔۔۔ اس سے کہاں پوچھ رہے ہو مجھ سے پوچھو۔۔۔ وہ دانت پیس کر بولا کل جس فتنے کو تم ہوسپٹل لائے تھے اسی نے اپنے ساری ناخن انجیکشن کے بدلے میرے ہاتھ پر گاڑ دیئے ہیں۔۔۔ اوپر سے دھمکی دی ہے کہ وہ سردارنی ہے اور غریب ہینڈسم پر بھری جوانی میں گولیاں چلوانے کی دھمکی دی ہے اور یہ بھی ناسوچا میرے آنے والے بچے۔۔۔ منہ بند کرو اپنا دلاور نے غصے سے سخت لہجے میں کہا۔۔۔ سارہ کے چہرے پر بال گر رہے تھے اس لئے دلاور نے اس کا ہنسی ضبط کرنے میں بے حال ہوتا چہرہ نہیں دیکھا۔۔۔

لگوا یا انہوں نے یا نہیں؟ چند منٹ بعد دلاور نے سر سر می سے پوچھا۔۔۔

اوہ۔۔۔ ہ۔۔۔ ہ۔۔۔ سارہ اور شان نے منہ گول کیا۔۔۔ "انہوں نے"۔۔۔ شان نے دانت کچپچپاتے اس کے لفظ کو پکڑا۔۔۔

میں بے غیرت انسان پوچھ سکتا ہے وہ تمہاری کیا لگتی ہے۔۔۔ شان نے میز بجا کر پوچھا۔۔۔  
 دلاور سٹٹا گیا۔۔۔ "مجھے کام ہے" اتنا بول کر وہ اٹھا جب ڈاکٹر جیابروقت سامنے آئیں۔۔۔ آپ ایسے  
 نہیں جاسکتے ہم بچاریوں کا دل توڑ کر، اف توڑ دو یہ میری چوڑیاں۔۔۔ جیاب نے نہ پسئی ہوئی چوڑیاں دلاور  
 کے سینے سے کلاسیاں مار مار کر توڑیں دلاور کی بھی ہلکی ہلکی ہنسی نکلنے لگ گئی۔۔۔ سنو جیاب میری بھی یہ  
 ہری چوڑیاں توڑ دو میرا تو اب محبت سے یقین ہی ختم ہو گیا۔۔۔ سارہ نے اپنے بازو پر پلاسٹک کے  
 بیگز کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ شان بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا فوراً اٹھا اور سارہ کی کلائی تھام کر بولا  
 اسی سنگ دل اور پتھر انسان کو مارو اور توڑ دو اس ہر جانی کے نام کی چوڑیاں دھو ڈالو یہ سندور یہاں دو  
 اپنا منگل سوتر، شان نے سارہ سے کہا۔۔۔ سارہ نے اپنے گولڈ پینڈل کی طرف دیکھا اور شان کے  
 پھیلے ہاتھ کی طرف اس پر پہنچ مار کر بولی زیادہ مینے مت بنو اتنی بھی مجھے دلاور سے محبت نہیں۔۔۔  
 ہائے میرا تو کچھ کرو جیاب نے دہائی دی۔۔۔  
 اسکا یہ کرو اسکے منگیتر کا فون نمبر مجھے دو میں اسے سناؤں اپنی اور اسکی محبت کی داستان دلاور نے سنجیدگی  
 سے کہا۔۔۔ اللہ مر گئی۔۔۔ شان کا جیاب کے موبائل کی طرف بڑھتا ہاتھ دیکھ کر جیاب کی روح فنا ہونے  
 لگی۔۔۔ جہنم میں جاؤ تم دلاور مزاق بھی نہیں سمجھتے۔۔۔  
 مزاق نہیں مجھے سچ میں تم دونوں سے عشق ہے دونوں سے شادی کروں گا۔۔۔ سارج نے اندر آتے  
 شازیہ کو دیکھا تو دہائی دیتے بولی ہائے دلاور بڑے غلط وقت پر اظہار کیا ہے مجھے ڈاکٹر شان نے پہلے  
 پر پوز کر دیا ہے۔۔۔ اب میری اور شان کی منگنی ہونے والی ہے۔۔۔ ڈاکٹر شازیہ وہیں رک  
 گئیں۔۔۔۔۔ ہاں ہم دونوں دو مہینے سے ڈیٹ کر رہے ہیں شان نے سارہ کے شانے پر بازو پھیلایا

جسے سارہ نے بالکل نہیں جھٹکا کیونکہ وہ جانتی تھی شازیہ سب سن رہی ہے۔۔۔ بالکل شان تو پوری پوری رات مجھے فون کرتے رہے اور بڑی رومینٹک باتیں کرتا ہے۔۔۔ سارا نے شرارت سے کہا اور زرا شان کے اور قریب ہوئی۔۔۔ جیا کمر پر ہاتھ جمائے دونوں کو گھور رہی تھی۔۔۔ مجھے لگتا تھا ڈاکٹر شان آپ شازیہ کو لائک کرتے ہیں۔۔۔ وہ بھی کوئی چیز ہے لائک کرنے والی تیکھی مرچی۔۔۔ بار بار فیس بک پر بلاک کر دیتی ہے۔۔۔ دلاور نے ہاتھ باندھے سمجھا داری سے سر ہلایا کیونکہ اس کا رخ دروازے کی طرف تھا اور وہ شازیہ کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ چکا تھا۔۔۔ گاڈ بلیس یو۔۔۔ دلاور نے اس کا شانہ تھپتھپایا اور جیا کو گھسیٹتا باہر جانے لگا۔۔۔

گڈ افٹر نوون ڈاکٹر شازیہ۔۔۔ دلاور کی مسکراتی آواز پر شان کرٹ کھا کر پلٹا اور سارہ کے شانے سے ہاتھ اٹھایا۔۔۔ میں بھی چلتی ہوں بے بی۔۔۔ سارہ نے شان کے گال پر چٹکی بھری اور شازیہ پر مسکراہٹ اچھالتی باہر نکل گئی۔۔۔

یہ سب مذاق تھا شان نے اپنی صفائی دی۔۔۔

میں نے پوچھا تم سے مذاق تھا یا نہیں۔۔۔ شازیہ کی آواز پر دلاور جیا اور سارہ نے باہر کھڑے اپنے کانوں میں انگلیاں دیں۔۔۔۔

شازیہ آئی سوئیر وہ سب جان بوجھ کر کر کے گئے ہیں۔۔۔۔ اور شازیہ نے اس کا لری پکڑ کر اسے باہر کیا۔۔۔۔ شکل بھی مت دکھانا مجھے اپنی۔۔۔ اور دھڑ سے دروازہ بند کر لیا۔۔۔ اور چہرہ ہاتھوں میں گرائے رونے لگی۔۔۔

شان لڑکھڑاتا باہر کو ریڈور میں گرا۔۔۔ دلاور سارہ اور جیا کو منہ دبا کر ہنستے دیکھ کر شان نے سر ہاتھوں میں گرایا۔۔۔۔۔

تمہاری والی میری والی سے زیادہ خطرناک ہے وہ دھمکی دیتی ہے مگر یہ تو عمل کرتی ہے۔۔۔ دلاور جلتی پر نمک چھڑک کر چلا گیا۔۔۔ ہائے میرا دلاور جیا اسکے پیچھے بھاگی۔۔۔ تو پھر کب بھیج رہو ہو جانا اپنی ماما کو سارہ نے مسکراتے کہا۔۔۔ تم سب لوگ فتنے ہو۔۔۔ شان نے دانت پیسے کہا۔۔۔ اور کھڑے ہو کر اپنے بال درست کئے۔۔۔

چلو اتنا تو پتا چلا آگ دونوں طرف برابر لگی ہے ورنہ دن میں جتنی باریہ مجھے بلاک مارتی تھی سیدھا دل پر لگتی تھی۔۔۔ تھینک یو بے بی۔۔۔ شان نے ممنون ہوتے سارہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے چومنے لگا۔۔۔ اف کھٹیا شخص شوخ۔۔۔۔۔ سارا نے بروقت ہاتھ کھینچ لیا۔۔۔ اچھا ہوا تمہارے ساتھ اسی کے قابل ہو۔۔۔ یاد رکھنا سارہ تمہیں میں اپنی دوسری بیوی بنا کر چھوڑوں گا۔۔۔ مرجاؤ تم... وہ ناگواری سے کہتی چلی گئی۔۔۔ شان نے ایک نظر سٹاف روم کے بند دروازے کو دیکھا اور فلائی کس اس طرف اچھا لتے وہ بھی چلا گیا۔۔۔

\*\*\*\*\*

بھائی کھانا کھالیں۔ ادینہ نے دلاور کو فریش ہو کر نیچے آتے دیکھ کر کہا۔۔۔

تم کھا لو مجھے بھوک نہیں ہے میں لیٹ آؤں گا اور باہر سے کچھ کھا آؤں گا۔۔۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بولا اور بنا اسکی طرف دیکھے چابی لئے باہر نکل گیا۔۔۔

ادینہ نے غصے سے پانی کا جگ زمین پر پھینک دیا۔۔۔ تم بری ہو دعا بہت بری ہو، تم نے مجھ سے سب چھین لیا میری محبت میرا بھائی میرا مان سب کچھ تم بری ہو۔۔۔۔۔ بہت بری ہو۔۔۔۔۔ ادینہ روتے ہوئے ماضی کی طرف چلی گئی۔۔۔

\*\*\*\*\*

اپنی جینز پر شارٹ شرٹ پہنے ادینہ نے گلے سے سکارف لیا تھا اپنے اڑتے ہوئے کٹے بال پونی میں نے بند کرتے وہ کلاس میں آتے شاہ کمال سے ٹکرائی۔۔۔ ایم سوری شاہ کمال نے معذرت کرتے کہا۔۔۔ اُس اوکے ادینہ نے ایک مسکراہٹ اسکی طرف اچھالی۔۔۔ اور زمین پر بیٹھ کر اسکے ساتھ شاہ کمال کی چیزیں اکٹھی کرنے لگی۔۔۔ آپ رہنے دیں میں کر لوں گا۔۔۔ اُس اوکے سردار جی ادینہ نے مسکرا کر کہا۔۔۔ اور شاہ کمال کے جھینپتے ہوئے تاثرات دیکھ کر ہنس دی۔۔۔

اوہ تو ہمارے سردار نثر ماتے بھی ہیں۔۔۔ اور شاہ کمال کے دلکش سراپے کو نظروں کے حصار میں لیتی بولی۔۔۔

وہ بس ایسے ہی یہاں شہر میں کبھی کسی نے کہا جو نہیں۔۔۔ شاہ کمال نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنی چیزیں اس سے لیں۔۔۔ اوکے میں چلتا ہوں وہ مروت میں مزید مسکراتا اندر چلا گیا۔۔۔ ادینہ کا ہاتھ بے اختیار دل کی تیز ہوتی دھڑکن تک گیا۔۔۔

مار دیا ظالم نے۔۔۔ ادینا اپنی سرگوشی پر ہنستی اسکے ساتھ باہر چلی گئی۔۔۔

دودن بعد۔۔۔۔۔

وہ یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں فٹ بال میچ کھیل رہا تھا۔۔۔ ادینہ کی نظر اسکے پیسنے میں شرابور کسرتی بازوؤں تک گئی۔۔۔ کبھی وہ اسکی گندمی رنگت اور دلکش چہرے کو دیکھتی۔۔۔

تالیوں کی آواز پر وہ ہوش میں آئی میچ ختم ہو چکا تھا شاہ کمال نے جیت سے سرشار اپنے لمبے بالوں سے پسینہ جھٹکا۔ اور بہت سے لڑکوں نے نارہ لگاتے اسے اٹھایا۔۔۔

ادینہ بس خوشی سے اپنے ہاتھ اٹھائے مگر شاہ کمال کے چاہنے والوں کا اتنا رش تھا کہ اسے ادینہ کے وہاں ہونے کی خبر بھی نہ تھی۔۔۔

\*\*\*\*\*

یہ اکثر تلخ کلامی سی رہی کیا  
محبت زک اٹھا کر آئی تھی کیا

urdu  
novels mania  
www.urdu novels mania.com

نہ کشم ہیں نہ افعی ہیں نہ اثر در  
ملیں گے شہر میں انسان ہی کیا

میں اب ہر شخص سے اکتا چکا ہوں  
فقط کچھ دوست ہیں اور دوست بھی کیا

یہ ربط بے شکایت اور یہ میں

جوشے سینے میں تھی وہ بجھ گئی کیا

مءبت میں ہمیں پاس آنا تھا  
ءءن کی اشتہانہ تھی کیا

نہیں ہے اب مجھے تم پر بھروسا  
تمہیں مجھ سے مءبت ہو گئی کیا

جواب بوسہ سچ انکڑائیاں سچ  
تو پھر وہ بیوفائی جھوٹ تھی کیا

شکست اعتماء ذات کے وقت  
قیامت آرہی تھی آگئی کیا۔

شاہ کمال لائبریری میں بیٹھا کسی کتاب پر نشان لگاتے نوٹ بک پر کچھ نوٹ کر رہا تھا۔ وہ اپنی  
اسائنمنٹ میں اتنا غرق تھا اسے کب سے خود پر مرکوز اءینہ کی نظر کی تپش محسوس ہی نہ ہوئی۔ مزید دو



کھنٹے گزرنے کے بعد بھی جب شاہ کمال اپنی پڑھائی میں مصروف رہا تو ادینہ کو بوریت ہونے لگی اس لئے وہ خاموشی سے بنا اجازت اسکے سامنے والی چیر پر بیٹھ گئی۔۔۔

ہیلو سردار شاہ کمال ادینہ نے مصاحفہ کے لئے ایک ادا سے اپنا ہاتھ آگے کیا۔۔ وہ چونکا۔۔۔ تھکاوٹ سے چبیتی آنکھوں کو دو سیکنڈ بند کر کے کھولا اور ناگواری ضبط کرتے شاہ کمال نے اپنے دو گندمی رنگت والی انگلیاں اسکے سفید مومی ہاتھ سے مس کر کے ہٹالی۔۔ یہ صرف مروت نبھائی گئی تھی ادینہ سمجھ گئی تھی پھر بھی وہ ہار نہیں ماننا چاہتی تھی۔۔

"میں آپ کو مبارک دینے آئی تھی کل کے میچ کی لیکن آپ کافی مصروف ہیں" شاہ کمال کو دوبارہ کام پر جھکے دیکھ کر اس نے کہا۔۔

"اتنا بھی مصروف نہیں ہوں اپنی رعایا کی بات سن سکتا ہوں" وہ ادینہ کو بنا اجازت اسکے سامنے پیٹھنا جتا گیا تھا۔۔ اب کہ وہ اسکے برے بی بیو کی وجہ سمجھ گئی تھی۔۔

خدا نخواستہ مرد حاکم ہے کیا جو ہم لڑکیاں رعایا ہو گئیں؟؟

مرد حاکم ہونہ ہو مگر ایک سردار حاکم ضرور ہوتا ہے وہ بالکل اسی طرح ہوتا ہے جیسے کسی سلطنت کا بادشاہ، وہ اپنی چیزیں سمیٹ کر کھڑا ہوا اور اکھڑے لہجے میں بول کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا۔۔۔ ادینہ توہین سے سرخ ہوتی رہ گئی۔۔۔ اس نے سوچ لیا وہ اس بے عزتی کا بدلہ ضرور لے گی۔۔۔

\*\*\*\*\*

دلاور کالج کی چھٹیوں پر ادینہ کو گاؤں لایا تھا آج بہت دن بعد اسکا موڈ بحال ہوا تھا دونوں بہن بھائی پگنڈی کی طرف جا رہے تھے جب سامنے سردار شاہ کمال کے ردبانوں نے روک لیا۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے اس طرف" ادینہ نے بد تمیزی سے پوچھا۔

"اس طرف سردار شاہ کمال اور دعا خان زادی ہیں وہ سیر کو گئے ہیں۔"

شاہ کمال کا کسی لڑکی کے ساتھ پگنڈی کی طرف اکیلا جانا ادینہ سے ہضم نہ ہوا دعا اسکی بہن تو نہیں ادینہ نے سوچا مگر یہ تو خان زادی بول رہا ہے "کیا شاہ کمال شادی شدہ ہے؟" ادینہ کے دل میں بے

چلنی ابھری۔

"ادی چلیں واپس" دلاور کی بات پر ادینہ چونکی "یہ دعا خان زادی کون ہے" ادینہ نے اس پر رے دار سے پوچھا۔

"لو دعا خان زادی کا نہیں پتا" پر رے دار ٹھٹھ لگا کر ہنس دیا۔

"وہ اپنے سردار کی بچپن کی منگ ہے اور یہاں کی سردارنی بننے والی ہیں۔ بس اب کچھ مہینے رہ گئے انکی پڑھائی مکمل ہونے میں۔"

پر رے دار کی آنکھوں میں شاہ کمال کے لئے محبت اور عزت بیک وقت تھی۔

"ادی ہمیشہ شہر ہی رہی ہے چچا اسے نہیں پتہ ان باتوں کا" دلاور نے رسان سے کہا اور ادینہ کا ہاتھ پکڑ کر پلٹ گیا۔

"دل بجائی آپ نے دعا کو دیکھا ہے؟" ادینہ نے بہت ہمت جمع کر کے پوچھا۔

"نہیں دیکھا تو کسی نے نہیں ہے اسے حویلی سے نکلنے کی اجازت نہیں ہے مگر سنا ہے اکثر ان کے بارے میں۔"

"اسے اجازت کیوں نہیں ہے اور وہ سردار شاہ کمال کے ساتھ باہر ہے اس وقت "ادینہ چونک گئی۔۔

"بیوقوف "دلاور ہنس دیا۔۔ "سردار کی بیوی کو کوئی نہیں دیکھ سکتا دعا خان زادی انکی منگیتر ہیں اس لئے پردہ کی حفاظت وہ بچپن سے کر رہی ہیں۔۔ اور اسی لئے وہ باہر نہیں نکل سکتیں اور ہاں اس وقت وہ شاہ کمال کے ساتھ باہر ہیں یہ بات ہے تو بڑی حویلی کے اصولوں کے خلاف مگر جہاں تک میرا ذاتی خیال ہے شاہ کمال روائتی سرداروں کی طرح نہیں ہیں وہ شائد دعا خان زادی کو کھلی ہوا میں سانس لینے کی اجازت دے رہے ہیں مگر اپنے پہلو میں رکھ کر اگر میں ہوتا تو میں بھی یہی کرتا یا میں انکو اکیلے بھی جانے دیتا۔۔ اس کے علاوہ میں نہیں جانتا وہ کیوں ہیں یہاں۔۔"

دلاور بولتا جا رہا تھا ادینہ سننتی جا رہی تھی۔۔۔

"مجھ سے زیادہ خوبصورت نہیں ہو سکتی وہ اور دل بھائی کی باتوں سے لگتا ہے گوار ہے کوئی "ادینہ نے اپنے مومی ہاتھوں کو دیکھتے سوچا۔۔۔

اسی وقت کسی کاریشم کا ہرا دوپٹہ اڑتا آیا اس سے پہلے وہ گرجاتا دلاور نے پکڑ لیا۔۔۔

یہ کس کا ہے یہاں تو کوئی لڑکی نہیں۔۔۔ دلاور یہاں وہاں دیکھ رہا تھا جب ہانپتا ہوا شاہ کمال آیا۔۔۔

"یہ میرا ہے "اتنا کہہ کر اس نے مسکراتے دلاور سے دوپٹہ لیا۔۔۔ اور اپنی گردن میں ڈال لیا۔۔۔

دلاور کی سلام کا جواب دے کر شاہ کمال کی نظر ادینہ پر پڑی جو شکوہ کناں آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"یہ میری چھوٹی بہن ہے "دلاور نے تعارف کروایا۔۔۔

"جانتا ہوں" شاہ کمال نے اکھڑے لہجے میں کہا ان کی باتیں جاری تھیں جب دعا اپنے کام دار چادر میں چھپی آئی اور چادر میں بہت سارے کچے کپے آم تھے چہرہ بہت اچھی طرح چھپایا گیا تھا۔۔۔ صرف ایک ہاتھ نظر آ رہا تھا جس سے آموں والا چادر کا پلو پکڑا گیا تھا۔۔۔

"شاہ جی میرا دوپٹہ ملا؟"

ہاں مل گیا اس میں ڈال لے پھل "شاہ کمال اسکی طرف متوجہ ہوا جب دلاور نے ادب کا تقاضہ کرتے رخ موڑ لیا۔۔۔ مگر ادینہ کی جائزہ لیتی آنکھیں دعا کے اس نازک ہاتھ کا رنگ دیکھ کر پھٹی کی پھٹی رہ گئیں جو بڑی محبت سے ایک ایک آم اس دوپٹے میں ڈال رہی تھی۔۔۔ جو کچھ دیر پہلے شاہ کمال کی گردن میں تھا۔

"کسی کا رنگ برف سے زیادہ سفید ہو سکتا ہے کیا؟" آم ڈالتے کچھ سیکنڈ کے لئے دعا کا ہاتھ چہرے پر ڈالے پلو سے ہٹا اور چھینکنے کے بعد ویسا ہو گیا مگر اس ایک پل کی جھلک نے ادینہ کو ہار کی اتھا گہرائیوں میں پھینک دیا۔۔۔ اگر وہ سمجھتی تھی وہ اپنی خوبصورتی سے شاہ کمال کو گھائل کر لے گی تو وہ منہ کے بل گری تھی۔

"ہاں یہ اس قابل ہے کہ اس سے منسلک مرد کسی اور عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے۔۔۔ تو یہ وجہ تھی"۔ ادینہ کو اپنے مومی ہاتھ اس وقت دھول سے اٹے لگے۔۔۔ آنکھیں حسد اور جلن سے نیلے پانیوں سے بھرنے لگیں۔۔۔ "کیا میں دعا نہیں ہو سکتی تھی؟ کیا میں اس سے زیادہ خوبصورت نہیں ہو سکتی تھی؟" ادینہ نے ہاری ہوئی آخری نظر شاہ کمال کے مسکراتے چہرے کی طرف ڈالی۔۔۔ حالانکہ

محبت کا تعلق نہ بھی رنگ سے رہا نہ ذات سے اگر جو محبت کا رنگ گورا ہوتا تو لیلہ سیاہ نہ ہوتی۔۔۔ اگر جو محبت کا تعلق ذات سے ہوتا تو محبت کی قبر میں سوہنی نہ ہوتی۔۔۔

شاہ کمال دعا کے پاس گھٹنے کے بل بیٹھا بڑی محبت سے اسکا خنجر کرتے ایک ایک آم پھینکنا کچ کر رہا تھا اور ارد گرد سے مکمل غافل تھا۔۔۔ جیسے کوئی اور یہاں ہے ہی نہیں۔۔۔ یہ وہی شاہ کمال تھا جو کچھ دن پہلے خود کو بادشاہ کہہ رہا تھا اب ایک عورت کے قدموں میں بیٹھا مسکرا رہا تھا کیا اب وہ بادشاہ نہیں تھا یا رانی بادشاہ پر حکومت کر رہی تھی؟ اسکی آنکھوں میں پالینے کی چاہت تھی تو پھرے پر محبت ہو جانے کا سرور۔۔۔

مغزور ناک پاکیزہ محبت اپنے نام ہو جانے کی چاہ سے کھڑی تھی۔  
پیشانی پر بادشاہت کی لکیریں۔۔۔

ادینہ نے دیکھا دلاور کی بھی پشت تھی اور اب پھرے داروں کے بھی رخ دوسری طرف تھے اس عورت کو کسی نے میلی نگاہ سے نہ دیکھا تھا۔۔۔  
ادینہ کو اسکے نصیب سے جلن ہوئی بدلے کا ایک لاوا اس کے اندر سرکش گھوڑے کی طرح لگام چھڑانے لگا۔۔۔

\*\*\*\*\*

فیروز پارٹی تھی ہر اسٹوڈنٹ بہت خوش تھا سب کی اپنی چمک دھمک تھی ادینہ کی متلاشی نگاہیں اپنی ریاست کے شہزادے کو تلاش کر رہی تھیں، بل آخری وہ شہزادہ بھی نظر آ گیا جو بلیک شلوار سوٹ پر گرم شام شال اوڑھے روایتی وڈیرہ لگ رہا تھا اس کے سفید ہیرے جیسے دانت اسکی گندمی رنگت پر

چمک رہے تھے ہر مرد میں وہ واضح تھا۔۔۔ "یہ صرف میرا ہے میں اسے کسی دعا کو نہیں دے سکتی" ادینہ نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔۔۔ اور پوری پارٹی میں نظر اسکی ایک ایک چال پر رکھی مگر ادینہ کو کہیں بھی شاہ کمال کی چال میں لڑکھڑاہٹ نظر نہ آئی شاہ کمال کے کردار میں کوئی جھول نہیں تھا اس لئے ادینہ کو یہ جھول اپنے کردار کو گرا کر پیدا کرنا پڑا۔۔۔

\*\*\*\*\*

رات رفتہ رفتہ گزر رہی تھی سیاہ بادلوں میں سوئی ہوئی شطانیٹ انگڑائی لینے لگی تھی۔۔۔۔ لوگ آہستہ آہستہ جانے لگے تھے ادینہ بھی جا چکی تھی اب صرف چند ایک لڑکے ہی تھے جن میں شاہ کمال بھی تھا

رات کا پچھلا پہر تھا شاہ کمال اپنے دوستوں کے ساتھ باہر آیا اسے درخت کے نیچے کسی کا کانپتہ ہیولہ نظر آیا۔۔۔

"کون ہے وہاں" موبائل ٹارچ کی روشنی میں وہ وہاں گیا تو ادینہ کانپ رہی تھی۔۔۔ "کیا ہوا ہے تمہیں باہر آؤ"۔۔۔

شاہ کمال نے اسکی کلائی تمام کر اسے نکالا  
اوہ شاہ آجاؤ اسکے دوست نے کہا۔۔۔

"آتا ہوں" شاہ کمال نے وہیں سے ہانک لگائی۔۔۔

"تم تو کب سے گھر جا چکی ہو اب یہاں اس حالت میں کیا کر رہی ہو شاہ کمال کا اتنا کہنا تھا وہ سوکھے پتے کی طرح لرزتی اسکے کشادہ سینے سے لگ کر رونے لگی۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے تمہیں ادینہ؟" شاہ کمال کو اب پریشانی ہونے لگی کہیں اسکے ساتھ کچھ غلط تو نہیں ہو گیا۔۔۔

"م میں گھر جا رہی تھی یہاں کچھ لڑکے میرے ساتھ۔۔۔" وہ رونے لگی۔۔۔ شاہ کمال کا ہاتھ بے اختیار اسکے سر پر گیا۔۔۔ "میں بہت مشکل سے یہاں چھپی تھی میں صبح چلی جاتی آپ آ گئے۔۔۔ مجھے چھوڑ کر نا جائیں سردار جی"

وہ اسکی چادر مٹھیوں میں بھر کر بولی۔۔۔

"کون لڑکے تھے کیا یونی کے تھے؟" شاہ کمال کو مردانگی کی اس سطحی سوچ سے نفرت تھی۔۔۔  
 "پتہ نہیں میں دیکھ نہیں پائی۔۔۔" اوکے صبح کرتے ہیں کچھ میں چھوڑ آتا ہوں تمہیں ہو سٹل۔  
 "تھینک یو" ادینہ نے آنسو صاف کرتے کہا۔۔۔ پھر لرزتی آواز میں بولی "ہو سٹل میں بھی لڑکے آتے ہیں وارڈن نہیں روکتی۔۔۔"

شاہ آئے نہیں۔۔۔ اس کا دوست جیپ سے نکل کر آیا ادینہ کو اسکے پاس روتے دیکھ کر چونکا۔۔۔  
 اور سوالیہ نظر سے شاہ کمال کو دیکھا۔۔۔

"اوکے تم ہو سٹل مت جاؤ آج رات میرے گھر رہ لو صبح دیکھتے ہیں کیا کرنا ہے۔۔۔"  
 ادینہ کے چہرے پر شیطانی چمک ابھر کر دم ہو گئی۔۔۔ سیاہ اندھیرے نے سب چھپا لیا۔۔۔ دعا کا نصیب بھی سیاہ ہونے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

"ایم سوری یار میں آج تم لوگوں کے ساتھ نہیں جا سکتا" شاہ کمال نے جیپ میں بیٹھے اپنے دوستوں سے کہا "کیا کوئی ضروری کام ہے۔۔۔"

ایک دوست نے ادینہ کو دیکھتے اوہ کہا۔۔۔ جب ایک اور شرارتی مسکراہٹ دیتا اتر گیا۔۔۔ سب کی معنی خیز شکل دیکھ کر شاہ کمال کو اس وقت ادینہ پر غصہ آیا مگر ایک سردار ہونے کے باعث اس پر فرض تھا اپنی رعایا کی حفاظت کرنا۔۔۔

\*\*\*\*\*

جیپ شہر کے بیچ میں موجود عالیشان بنگلے کے سامنے رکی ادینہ بھی نیچے آگئی شاہ کمال کے پیچھے وہ بھی گھر میں داخل ہوئی۔۔۔

"تم اس کمرے میں جا کر سو جاؤ" شاہ کمال نے سامنے موجود چار کمروں میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا اور اپنی چادر اتار تا صوفے پر گر گیا۔۔۔ اور سر تھام لیا۔۔۔ جانے دل میں کیسی گھبراہٹ اٹھی شاہ کمال نے اپنی سائنڈ پاکٹ سے والٹ نکال کر دعا کی تصویر دیکھی جو شاہ کمال کو منہ چڑا رہی تھی۔۔۔ اسکی ایک چوٹی شاہ کمال کے ہاتھ میں تھی۔۔۔ از لان نے اچانک یہ بنائی تھی اور کتنے ہی دن دونوں کو تنگ کیا تھا۔

شاہ کمال مسکرایا پیشانی پر آئی تفکر کی لکیریں غائب ہونے لگیں۔۔۔ شاہ کمال نے دعا کے ہونٹ کے قریب بنے مصر پر اپنا انگوٹھا رکھا جیسے اسے چھونے کی کوشش کر رہا ہو۔۔۔

"الھرٹیار" شاہ کمال کو دعا کا خود کا دیا خطاب یاد آیا۔۔۔ "میں الھرٹیار ہوں گاؤں کی گوری اور تم شہری بابو۔۔۔ یوقوف ہو تم بس" شاہ کمال وہیں صوفے پر لیٹ گیا اور والٹ الٹا کر کے سینے پر رکھ لیا۔۔۔ وہ نیند کی وادی میں مکمل اتر چکا تھا۔۔۔ دعا اور وہ ہاتھ پکڑے گاؤں کی کچی سڑک پر چل رہے تھے ہوا



تیز تھی دھوپ بھی چمک رہی تھی۔۔۔ موسم آبرو آلودہ تھا مگر دھوپ بھی جو بن پر تھی وہ ہنستی ہوئی قلقل کرتی دعا کا ہاتھ تھا مے چل رہا تھا دعا کی ہنسی میں تمانت تھی۔۔۔ ایک کالا سایہ شاہ کمال کی پیشانی پر ابھرا دعا کی ہنسی کرب ناک چیخوں میں بدل گئی۔۔۔ خون دعا کی آنکھوں سے منکل رہا تھا۔۔۔ دعا شاہ کمال نے بھاگتی دعا کو پکارا اچانک آگ جلنے لگ گئی شعلے ہوا میں اچھلنے لگے اور ایک خون کی اٹی شاہ کمال کو آئی۔۔۔ وہی خون دعا کی آنکھوں سے منکل رہا تھا۔۔۔ وہ روتے روتے ہنس دی۔۔۔ وہ ہنستی ہی جا رہی تھی۔ دعا تم ایسا نہیں کر سکتیں۔۔۔ شاہ کمال چیخا تھا۔۔۔

آہ آہ آہ آہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیلپ ہیلپ ادینہ کی چیخوں پر وہ ہڑبڑا کر اٹھا۔۔۔ ایک دم صوفے سے اٹھتے نیند اور خواب میں مغل ہوئے حواس کو قابو پائے بنا شاہ کمال اس کمرے کی طرف گیا جہاں سے ادینہ کے چینگنے کی آواز آرہی تھی اندر کوئی نہ تھا اچانک کوئی اسپرے شاہ کمال کے چہرے پر ہوا اور وہ زمین پر چکر کر گرا سب دھندلا دھندلا تھا غیر واضح وہ تاریکی میں ڈوب رہا تھا۔۔۔ ادینہ نے ٹیبل لیمپ بے دری سے کھینچی اور شاہ کمال کے سر پر مارا اور پھر اپنے آستین زرا پھاڑ کر چلاتے باہر نکل گئی صبح کا آغاز تھا مگر دعا کے نصیب پر سیاہی ملی جا رہی تھی۔۔۔

گھر کی ہر چیز گرا کر وہ تسلی سے اپنے چہرے پر تھپڑ مارنے لگی۔۔ اور مصنوعی آنسو لاتی بچاؤ بچاؤ کا شور مچاتی وہ باہر نکل گئی اکا دکا لوگ تھے۔ جنہوں نے اسے روتے اور بھاگتے دیکھا۔۔۔ ادینہ نے گھر کی حالت تو من پسند کر دی تھی چہرے پر داغ بھی وہ لے آئی تھی۔ اور آئی وٹنس کے طور پر وہ شاہ کمال کے دوست اور یہ چند صبح خیز لوگ تھے۔ اب کوئی اس کے جھوٹ کو جھٹلا نہیں سکتا تھا۔۔

\*\*\*\*\*

شاہ کمال دکھتے سر کے ساتھ اٹھا دوپہر کے ڈھائی بج رہے تھے مگر وہ زمین پر تھا ہاتھ لگانے سے پتہ چلا سر پر زخم ہے اچانک اسے ادینہ کی چیخیں یاد آئیں اوہ گاڈ کہیں اسے کچھ ہو تو نہیں گیا یہی سوچتے وہ ہڑبڑاہٹ میں اٹھا اور اسے تلاشنے لگا شاہ کمال کا گھر مکمل الٹا پلٹا تھا جس سے اسے یہی اندازہ ہوا کہ کافی ہاتھ پائی کے بعد وہ لوگ اسے لے گئے ہیں۔ شاہ کمال نے اپنے خون آلودہ سر پر ہاتھ رکھے ہی ہو سٹل کی وارڈن کا نمبر ملایا تاکہ انہیں یہاں ہونے والی واردات بتا دیں۔ اور وارڈن ادینہ کے گھر اطلاع کر سکے مگر وہ وارڈن فون اٹھاتے ہی اس پر برسے لگ گئی الزام دینے لگ گئی شاہ کمال نے غصہ ضبط کرتے کال بند کر دی۔۔۔۔۔ وارڈن کی باتوں سے اسے اندازہ ہو چکا تھا وہ ہو سٹل میں ہے۔۔۔ وہ لوگ اسے کیوں الزام دے رہے تھے وہ نہیں جانتا تھا۔ مگر شاہ کمال نے اس بات پر دھیان نہ دیا نہ ہی اسے کسی کا خوف تھا مگر ہسپتال سے جعلی رپورٹ اور جھوٹے آنسو بہانے کے بعد ادینہ نے سوچا کہ بھری بارات میں دعا کی جگہ وہ دلہن بن جائے گی مگر جانے دلاور کے اندر سویا روائتی خان زادہ کب جاگا کے بنا سوچے سمجھے بھری محفل میں دلہا بنے شاہ کمال کا سینہ چھلنی ہو گیا۔۔۔ ادینہ بھی ششہ تھی وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی اسکی چال اس طرح الٹ جائے لگی دعا کے نصیب پر سیاہی ملتے وہ اپنے ہی بھائی کی نظر سے ایک دن گر جائے گی پھر قسمت کا ستم ادینہ پر ہوا اسے دعا کے بھائی کے ساتھ ونی کر کے نتھی کر دیا گیا اس وجود کے لئے جس کا کوئی وجود نہ تھا۔۔۔ اور دلاور اسکی اکوتی امید وہ کیوں اب خفا تھا؟؟؟

\*\*\*\*\*

ادیبہ والے حادثے کے بعد وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی تھی کہ وہ اس سے نفرت کیوں کرتی ہے اور آخر کیونکر دلاور نے شاہ کمال کو مارا یہی پوچھنے وہ ہمت پیدا کرتی ازلان کے کمرے تک گئی۔۔ وہ جانتی تھی سچ جو بھی ہوگا وہ بہت کڑوا ہوگا۔۔ مگر اسے سننا تھا تاکہ اسکی جلتی روح کو صبر آجائے جو ہر وقت ادیبہ اور دلاور سے نفرت میں جلتی رہتی تھی۔۔

دروازہ نوک کرتی وہ اندر گئی۔۔ ازلان اپنی کچھ پستولیں نکال کر ان کے ساتھ سر کھپائی کرنے میں مصروف تھا۔

ازوہم آجائیں دعا نے اسکے شانے کو ہلاتے پوچھا۔۔

ابھی نازل ہونا باقی ہے؟ ازلان نے چڑکر کہا۔۔ اسے اس وقت کسی کی بھی مداخلت نہیں چاہیے تھی۔۔

کیا ہو کسی کا قتل کرنے جا رہے ہو ہم بابا سائیں کو بتائیں گے۔۔

قتل کرنے نہیں جا رہا بلکہ جس کا کرنا تھا وہ خود ہی آگئی ازلان کی بات پر دعا مصنوعی خوف سے کانپنے لگی، "ہاہ ازوہمیں بہت ڈر لگ رہا ہے مت مارنا ہمیں"۔۔

آپ کو جان پیاری ہے خان زادی تو گا جر کا حلوہ بنا کر لائیں شہزادے ازلان وہ نوش فرمائیں گے۔۔ بدوق کی نال دعا کی کنپٹی پر رکھتے ازلان نے کہا تھا۔۔

ہم نہیں بنا رہے ہم خان زادی ہیں اور شاہ جی کہتے ہیں چلا چوکا کرنے سے ہاتھ میلے ہو جاتے ہیں انکو ہمارے ہاتھ پر میل نہیں پسند ہستے ہوئے یک دم دعا کی آنکھیں پانی سے بھر گئیں۔۔۔

ازلان لب بھنج کر اسے دیکھنے لگا۔۔

اچھا ہم بناتے ہیں دعا نے اپنے دودھیا ہاتھوں کو دیکھتے کہا۔ اب کونسا شاہ جی ہیں دعا نے خود کو اپنے ہی لفظوں سے اذیت دی۔

ازلان نے یک دم بدوق سے راستہ ہلاک کیا۔۔

نہیں بنانا تو مت بناؤ ڈرامے کیوں لگا رہی ہو اسکا موڈ بدلنے کو وہ خفا ہوا۔

جا تو رہے ہیں بنانے ہمیں منع کرنے والے اس وقت منوں مٹی تلے دفن ہیں اور یہ بات ہم جانتے ہی نہیں ازو وہ کیوں دفن ہیں ہمیں بتاتے کیوں نہیں۔؟ یک دم وہ روہانسی ہو گئی۔

"کیسے بتاؤں میری گڈی بتا دیا تو تمہارا سارا غور چکنا چور ہو جائے گا۔ ایک پل میں سارا اعتبار ٹوٹ جائے گا پھر تم کسی اور پر اعتبار نہ کر پاؤ گی دعا کے بھیگتے چہرے کو دیکھتے ازلان نے بے بسی سے

سوچا۔۔

بتا دو ازلان اللہ کے لئے دعا نے ہاتھ جوڑے ازلان نے اسے اپنے شانے سے لگا کر رونے دیا۔ تم بھی برے ہو ہم تمہیں معاف نہیں کریں گے ہمیں کچھ کیوں نہیں بتاتے وہ شکوہ کناں لہجے میں

www.urdu novelsmania.com

بولی۔۔

ازلان نے آہستگی سے اسکے آنسو صاف کئے "بتاؤں گا چندا بتاؤں گا پہلے میں تیری شادی کسی اچھے انسان کروں گا پھر بتا دوں گا۔" ازلان کی بات پر دعا کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ ازلان نے حیرانگی سے اسے دیکھا جیسے سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو آیا کہ وہ پاگل تو نہیں ہو گئی ہے۔۔

"ہم جیسی سبز قدم سے شادی کوئی نہیں کرے گا ہمارے بھائی۔" دعا کی تلخ بات پر ازلان نے نفی میں سر ہلایا۔ میں تجھے غلط ثابت کر کے دکھاؤں گا دیکھ لینا ایک دن بہت خوبصورت اور بہت پیارا انسان میری گڈی کا گڈا بنے گا۔

دعا دل میں ہنس دی نہ وہ دوبارہ شادی کرنا چاہتی تھی نہ اسکی ہونی تھی۔

وہ شاہ کمال کی جگہ کیونکر کسی کو دیتی کیسے نہ اسکے نام پر مرجاتی؟۔۔

چلو آج باہر سے کچھ کھاتے ہیں ازلان نے اسے کھینچتے کہا۔۔

ازو ہمیں نہیں جانا گھر لے آؤ کچھ۔۔

اور رات بہت ہو چکی ہے سب دکان بند ہو گئی ہوگی۔۔

اف میری جھلی ہنن یہ شہر ہے اور دن سے زیادہ یہاں رات کو لوگ باہر ہوتے ہیں۔

اور دکان نہیں فوڈ کارنر بول۔ ازلان کی بات دعا کے سر پر سے گزری۔۔

میں ہیں میں کونسی پارلر؟

دعا کی بات پر وہ قہقہہ لگاتا اسے باہر لے گیا۔ روٹی پارلر ازلان نے جیب میں اسے پھینکتے شرارت سے کہا۔۔

"اچھا روٹی پارلر بھی ہوتا ہے" دعا نے احمقوں کی طرح ازلان کو دیکھا جو مسکراہٹ چھپانے ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

جیپ ایک بہت اوپن ریسٹورنٹ کے سامنے رکی وہاں اتنی تعداد میں لوگ دیکھ کر دعا کا اعتماد جانے لگا اگر یہی گاؤں کے لوگ ہوتے تو فوراً خان زادی بن جاتی مگر یہ شہر کے لوگ تھے انجان اجنبی اور الگ دنیا کے باسی وہ خود کو ان فٹ محسوس کرنے لگی کچھ سفید بے داغ لباس پر کالی چادر کا نقاب تھا۔۔۔ شہر آنے کے بعد بہت مشکل سے ازلان نے اسکا لاپا اور کرٹتی ختم کروائی وہ کسی رنگ کو تو تن پر لگانے پر کفر سمجھ رہی تھی۔ مگر سفید لباس میں تبدیلی تو ہو سکتی تھی یوں ازلان کے لائے گئے سفید شلوار سوٹ اور فراک اور چوڑی دار پجامے پر وہ سمجھوتا کر رہی تھی اب بھی وہ سفید چوڑی دار اور لمبی سفید بے داغ فراک میں تھی اپنے گرد بڑی سے کالی چادر میں خود کو دنیا سے چھپائے۔۔۔ دعا کی کنفیوژن بڑھتی جا رہی تھی وہ ازلان کا ہاتھ دبا کر بولی۔

"مجھے لے جاؤ یہاں سے میرا دم گھٹ جائے گا مجھے ڈر لگتا ہے ان شہری لوگوں سے سب ہی لگتا ہے ادینہ اور دلاور ہیں یہ تمہیں اور مجھے بھی ماریں گے۔۔۔"

ریلیکس یا رتم اوور ری ایکٹ کر رہی ہو دیکھو سب اپنے کھانے میں مصروف ہیں۔۔۔ کوئی ہمیں نہیں دیکھ رہا کسی کو ہم سے کچھ بھی لینا دینا نہیں ہے۔ سب یہاں کھانے پر آئے ہیں نہ کہ کسی کو ٹیس کرنے۔۔۔ "ازلان کے حوصلہ دینے پر دعا نے نظر کی نظر دیکھا اور واقع سب اپنے کھانے میں مصروف تھے کچھ لوگ اپنے ساتھ بیٹھے اپنے کپل سے باتوں میں مصروف کھانا کھا رہے تھے۔ پھر بھی دعا کو لگا اسکا دل رک جائے گا وہ صرف ازلان کی خاطر اس کے ساتھ چل دی اسے ایک ٹیبل پر بٹھاتے ازلان کھانے کا آڈر دینے چلا گیا۔۔۔"

"کم ان یار ٹیک اٹ ایزی" دعا کوریلیکس کرتے ازلان نے کہا وہ جانتا تھا وہ شاہ کمال کی وجہ سے انگلش سمجھ تولیتی ہے مگر بول نہیں پاتی اور انگلش میں کہنے کا فائدہ یہ تھا وہ اب اس کے لفظوں کا دماغ میں ترجمہ کرنے میں مصروف رہے گی جب تک اسے بات سمجھ میں آئے گی کھانا آجائے گا اور کھاتے ہوئے وہ ماحول سے مانوس ہونے لگے گی۔ ورنہ گھر رہ کر تو وہ گل سڑ جاتی۔۔۔ دعا ازلان کی دو لفظی انگلش کے تانے بانے میں مصروف تھی جب کھانا آ گیا جھجک کے چہرے سے پلو گراتے دعا شرمندہ ہوئی "شاہ جی ہوتے تو کیا سوچتے وہ کبھی مجھے یہ نہ کرنے دیتے انکی دعا کو کوئی دیکھے" دعا نے پلو واپس چہرے پر کر لیا۔۔۔ ازلان نے سمجھتے اسے دیکھا۔۔۔ "دعا ہمیں کوئی نہیں دیکھے گا" ازلان اسے جان بوجھ کر اوپن انیر ریسٹورنٹ میں لایا تھا تاکہ وہ خود کو اس خول سے نکال لے کیونکہ نا تو وہ اسے خان زادی بن کر زندہ چلتے دیکھنا چاہتا تھا نا ہی چھوٹی سی عمر میں شاہ کمال کے نام پہ زندہ لاش بنتے۔۔۔

یہ لویہ کھا کر دیکھو کیسا ہے تم بھی ایسا نہیں بنا سکتی۔ ازلان نے جان بوجھ کر نوالہ اس کے سامنے کیا تاکہ وہ انکار نہ کر پائے دعا کی ایک آنکھ میں ہلکی سی نمی کی تحریر تھی تو چہرے پر ضبط کی سختی چھوٹی سی ناک لال ہو رہی تھی یہ اس کے اندر چلتے جھکڑ کی تحریر تھی جو پڑھ کر بھی ازلان انجان بن گیا۔ دعا نے منہ کھولا تو ازلان نے نوالہ اسے کھلاتے کہا اب خود ہی کھاؤ۔۔۔ اگر جو میں تمہیں کھلاتا رہا۔ تو جو ہماری طرف نہیں بھی دیکھنا چاہے گا وہ بھی دیکھے گا۔۔۔

دعا خاموشی سے چھوٹے چھوٹے نوالے کھاتی رہی اس دوران اسے بہت سی آنکھیں اپنے چہرے پر مرکوز لگیں جن میں دو ملٹیز آنکھوں کی تپش اس قدر جلتی تھی دعا سلگ اٹھی۔ ازلان کی کال آئی تو شور

ہونے کے باعث وہ باہر نکل گیا دعا نے ان جلتی سلگتی مٹی: آنکھوں کی تپش کی تعاقب میں دیکھا تو اسکی روح مچلنے لگی نفرت کی شدید لہر اس کے دل میں ٹیس اٹھانے لگی۔۔

دلاور اسے جانے کیوں چہتی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا وہ یہاں کیا کر رہا تھا اور کیونکر دعا نہیں جانتی تھی مگر اسے اسکے سوالوں کے جواب چاہیے تھے اس لئے وہ ٹیبل گھسیٹتی قدم قدم اس تک گئی دلاور پہلے چمیر اس طرف موڑے اسے غصے سے گھور رہا تھا دعا کا اس طرح اچانک آنا اس میں اور اشتعال پیدا کر گیا دعا کی چادر سر سے بھی ڈھلک چکی تھی آوارہ لٹیں ہو امیں کبھی اسکے چہرے کے گرد احتجاج میں معروف تھی پیروں میں موجود موحضری (کھوسہ) الگ شور مچا رہی تھیں کہ یہ انکی سمت نہیں ہے۔۔

مگر دعا کے سر پر کوئی جنون سوار تھا وہ آنکھیں سکوڑے اسے چہتی نظروں سے دیکھتی اس تک گئی۔۔

دلاور ابھی تک سگریٹ سلگھانے اسے اپنے قریب آتا دیکھ رہا تھا جب اس تک پہنچ کر وہ پھولا ہوا سانس لئے دلاور پر جھکتی اسکے کالر کو پکڑ کر جھپٹی۔۔

دلاور ویسے ہی بیٹھا رہا۔ ہمارے خان کا قتل کر کے تم یہاں ہمیں تاڑ رہے تھے شرم نہیں آتی تمہیں، ہم جان سے مار دیں گے تمہیں، بولو کیوں مارا ہمارے شاہ جی کو؟ قاتل ہو تم دعا کی اس حرکت پر سب لوگ اس طرف متوجہ ہو گئے جبکہ دلاور اپنے تاثرات کو اور اکڑا کر کھڑا ہوا۔۔

"ہست دکھ ہے نا آپ کو شاہ جی کے جانے کا دلاور نے غصے سے اسے ہلا ڈالا اسی دکھ کو ختم کرنے آپ یہاں ریسٹورنٹ میں آئیں ہیں لاتعداد مردوں کے سامنے اپنے کھلے منہ سے کھا رہی ہیں تو کبھی اپنے دنیاوی بھائی کے ساتھ، ایسی شاہ جی کی دیوانی تھیں تو لے جاتی اس دنیاوی بھائی کو کسی بند کیبن



ہوٹل میں۔۔۔ دلاور کو دعا کا اس طرح یہاں آنا پسند نہیں آیا تھا۔ وہ ریسٹورنٹ میں داخل ہوا تو اسکے ساتھ والی ٹیبل پر بیٹھے دو لڑکے کسی لڑکی کی خوبصورتی، اسکے رنگ پر تبصرے کرتے بے ہودہ گفتگو کر رہے تھے دلاور نے ان گور کیا مگر جب بات ان مصرعے کی ہوئی تو دلاور کو دعا یاد آئی اسی لئے ان لڑکوں کی نظروں کی تعاقب میں جیسے ہی دلاور نے دیکھا دعا ازلان کے ہاتھ سے کھا رہی تھی اس پر ان لڑکوں کا ازلان کو دعا کا بوائے فرینڈ کہنا۔۔۔ دلاور کا اشتعال بڑھا گیا۔۔۔

اس نے غور کیا تو بہت سے لوگ اسے دیکھ رہے تھے۔

دلاور غصے سے کھوتا اسے چبیتی نگاہ سے دیکھنے لگا جب وہ خود اس تک چلی آئی۔۔۔

دعا کا نازک ہاتھ اٹھا اور دلاور کے منہ پر چار انگلیوں کے نشان چھوڑ گیا۔

تم تمہاری ہمت کیسے ہوئی ایسی گھٹیا بات کرنے کی دعا نے بہت سارے بیچ اسکے کشادہ سینے پر مارے تم کیا جانو ہماری محبت تم تو بہن بھائی کے رشتے کو گندہ کر چکے ہو۔ قاتل ہو تم۔ اور ہم کچھ بھی کریں تم کون ہوتے ہو ہمیں کچھ کہنے والے ہمارے بارے میں ہمارے کردار پر ہاتھ اٹھانے والے۔ دعا اسے مارتی ہی جا رہی تھی جب لوگوں کو ہٹاتے ازلان اس طرف گیا اور اسکی کلاسیاں پکڑ کر روکا۔ دلاور بہت بنے اسکا نازک تشدد سہہ رہا تھا۔۔۔

کیا کر رہی ہو دعا پاگل ہو گئی ہو سب دیکھ رہے ہیں اس نے کیا کر دیا ہے جو تم بے قابو ہو رہی ہو۔ ہماری زندگی ہماری ساری ساخت تباہ کی ہے اس نے دعا کا رخ تو ازلان کی طرف تھا مگر اسکی محزوطی انگلی دلاور کی طرف اٹھی تھی۔ نفرت ہے ہمیں ان سے۔۔۔ ان سے کو چلے جائیں یہاں سے۔۔۔ دعا کا

حکم تھا دلاور کا ضبط کھوتا غصہ دلاور لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا۔۔۔ وہ مزید یہاں رکتا تو دعا کو اٹھا کر حویلی پھینک آتا۔

"سنبھالیں خود کو خان زادی"۔ ازلان نے چبا چبا کر کہا تاکہ وہ اپنی پوزیشن کا خیال کر لے دعا نے سنبھلتے اپنی چادر ٹھیک کی اور جیب کی طرف چلی گئی۔ اور ازلان بل دینے، دعا جیب میں چڑھ رہی تھی جب اسے دلاور کی سوک دھول اڑاتی نظر آئی وہ صرف اسے گھور ہی سکی

\*\*\*\*\*

یہ میری کتاب حیات ہے،  
اسے دل کی آنکھ سے پڑھ ذرا،  
میں ہوں ورق ورق تیرے سامنے، ترے روبرو، ترے آس پاس...

تمہیں اس طرح پبلک پلیس پر بے صبر نہیں ہونا چاہیے تھا دعا یہ گاؤں نہیں شہر ہے اور وہ دلاور خان وہ اپنے کئے قتل کا ہر جانہ دے چکا ہے اب دنیا کا کوئی قانون ہماری مدد نہیں کرے گا کیونکہ پنچائیت کے فیصلے پنچائیت خود دیتی ہے نہ تو کوئی نعوذ بلکہ مذہب جھٹلا سکتا ہے، نہ عدالت اور دلاور کے کیس کی پنچائیتی تم نے خود کی ہے۔۔۔

اب کیوں صبر نہیں کر رہی ہو۔۔۔ اس طرح مرد مار بن کر دلاور سے لڑ کر تم شاہ کمال کو واپس لے آؤ گی؟۔۔۔

دعا نے چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔ ہم لا نہیں سکتے ان کو مگر خود تو ان کے پاس جاسکتے ہیں۔ دعا کی بے بسی پر وہ شدید رہ گیا۔۔

خبردار جو ایسی بات منہ سے نکالی دعا۔۔ میں اپنی دعا کو کبھی ہارنے نہیں دوں گا زندگی صرف ایک شاہ کمال پر ختم نہیں ہوتی۔

"مگر ہماری تو کل کائنات ہی وہ تھے اب وہ نہیں رہے تو ہم کیوں کر زندہ ہیں"

ازلان نے لب بھینچے اور قدرے خفگی سے بولا "میں اور بابا کچھ نہیں ہیں، ہماری محبت کچھ نہیں ہے؟" "تم نہیں سمجھ سکتے ماری اذیت، تم نے کبھی محبت کی ہو تو جانتے ہم کس کرب سے دن رات گزارتے ہیں۔

میں نے محبت نہیں کی؟ ازلان نے اسے دیکھا

محبت کا کیا رشتہ ہوتا ہے؟ ازلان نے پوچھا، میں نے محبت کی ہے دعا۔

اپنی ماں سے تم سے اور بابا سائیں سے۔ تم تینوں سے بے حد بے حساب اور اس محبت کی چوٹی شاہ کمال کی محبت سے بھی بلند ہے۔۔ میں نہیں چاہتا تم اس کے نام پر گھٹ گھٹ کر مر جاؤ میں چاہتا تھا تم کچھ پڑھ لکھ کر قابل بن جاؤ ان تلفظوں کو سمجھ جاؤ جن کو سمجھنے میں تم آس پاس کی ہر چیز سے غافل ہو جاتی ہو ان لفظوں سے دوستی کر لو جن کو سمجھنے کے لئے تمہارے شاہ جی نے کبھی تمہاری مدد نہیں کی۔۔

ازلان ہم جو بھی پڑھ سکے انکی وجہ سے پڑھے ورنہ حویلی میں آج تک کسی خان زادی نے قلم کو چھو کر نہیں دیکھا۔۔ اور ہم نے مڈل پاس کر لیا۔۔

"مڈل کی کیا اہمیت ہے خان زادی تم جانتی ہو جس دلاور سے تم لڑنے گئیں تھیں وہ ڈاکٹر ہے بہت بڑے ہسپتال کو چلاتا ہے ہزاروں ڈاکٹر اسکی ناک کے نیچے کام کرتے ہیں۔۔ اور اسکی بہن اس نے ایم بی اے کیا ہے۔ تم بنا پڑھے ان سے مقابلہ کرو گی تو ہار جاو گی۔۔ اس سے بہتر ہے میں تمہاری کہیں شادی کر دوں۔

ازلان نے اسے اکسایا۔۔

وہ ہوسپٹل دلاور کا ہے؟ دعا نے چونک کر پوچھا۔۔ نہ نہیں ازلان نے نفی میں سر ہلایا۔۔ مگر اس وقت موسٹ سینئر وہی ہے جس کا وہ ہوسپٹل ہے وہ کبھی بکھار جاتا ہے۔۔

یہ سب تمہیں کیسے پتہ دعا نے چہرہ صاف کرتے چونک کر پوچھا۔۔

میں نے پتہ لگوایا تھا وہ بات گول کر گیا۔۔ وہ اسے نہیں بتا سکتا تھا شاہ کمال کے دھوکے کا نہ ہی دلاور سے دوستی کا یہ سب وہ برداشت نہ کر پاتی۔

"تو پھر تم پڑھ رہی ہو اب دعا؟ ازلان نے پوچھا۔ "ہم ضرور پڑھیں گے" دعا نے عظم سے کہا۔

"پانی میں اترنا ہے تو مگر مجھ سے دوستی کرنی پڑے گی۔۔ ازلان نے مزید اکسایا۔۔

"ہم پڑھتے تو تھے مگر تمہاری بیوی نے ہماری سب کتابیں پھاڑ دیں اور ہمیں بہت مارا تھا۔" دعا

نے شکوہ کناں لہجے میں کہا۔ "اور تم نے میری بیوی کے ڈر سے پڑھنا چھوڑ دیا جانتی ہو اس نے

تمہیں اسے لئے مارا تاکہ تم اس سے زیادہ نہ پڑھ سکو"۔۔۔

"اب ہم پڑھیں گے بہت سارا" دعا نے پہلے سے زیادہ مضبوط لہجے میں کہا۔۔۔ "گڈ گرل" ازلان نے

شکر کیا اس طرح اسکا دھیان بٹ جائے گا اور وہ منفی سوچوں سے نکل آئے گی۔۔۔

\*\*\*\*\*

ٹن ٹن کی آواز دماغ پر ہتھوڑا بن کر برس رہی تھی۔ ڈاکٹر شان نے گہری نیند سے اٹھتے جا کر دروازہ کھولا اپارٹمنٹ کے باہر کھڑے لال بھوہوئے دلاور کو دیکھ کر چونک گیا۔ کیا ہوا سب خیریت ہے اندر آنے کا رستہ دیتے ڈاکٹر شان نے پوچھا۔۔۔

جب بنا جواب دئے دلاور سیدھا اسکے بیڈ روم میں گیا اور جوتوں سمیت وہیں دراز ہو گیا۔ جوتے تو اتار لو اور کیا ہوا تیرے گھر میں جگہ نہیں ہے کیا۔۔۔ کیٹ آؤٹ دلاور دھاڑا۔۔۔

یہ میرا گھر اور یہ کمرہ تو میرے ذاتی استعمال میں ہے۔۔۔ میں کیوں کر اور کہاں جاؤں شان نے پوچھا۔۔۔

جاتے ہو کے ہاتھ سے پکڑ کر نکالوں دلاور اٹھ کر بیٹھا سب نے مل کر دماغ چاٹ لیا ہے۔۔۔ میں پھنس چکا ہوں دو عورتوں کے درمیان میرے بھی بے غیرت دل کو پھدکنے کے لئے وہ خان زادی ہی ملی تھی۔ اچھی بھلی زندگی گزر رہی تھی آگئی وہ چوٹ لگوا کر اور اسے دیکھو ہر وقت دعا دعا کے نام کی تسبیح کرتا ہے عجیب دل ہے میرا بھی آیا بھی تو میرے خون کی پیاسی دشمن پر۔۔۔ شان ہنستے ہوئے کہنے لگا تو یہ منہ پر سٹیمپ دعا بھابی سے لگوا کر آیا ہے۔۔۔

ہنسنا بند کر دلاور نے منہ پر ہاتھ رکھتے کہا اور اٹھ کر آئینہ دیکھا۔ یارا تنے لوگوں کے سامنے مارا ہے میرا تو سوچ کر خون کھول رہا ہے کہ میرے بے غیرت دل کو یہی ملی تھی لٹو ہونے کو؟ ایک لڑکا عورت؟ بھول مت تو نے اسکے ایک گھٹنے کے شوہر پر سرے عام گولی چلائی تھی۔۔۔ شان کی یاد پر وہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔۔۔

شان نے اسکے پاس بیٹھتے اسے دلا سے دیا۔۔۔  
مجھے لگتا ہے یہ محبت مجھے سزا ملی ہے۔ دلاور نے کہا۔  
کیسی سزا تو نے کچھ غلط نہیں کیا۔۔۔ شان کی گود میں سر رکھے دلاور نے وہ لمحہ یاد کیا۔۔۔

کون جیتا ہے زندگی اپنی.....!

urdu  
novels mania  
www.urdu novelsmania.com

ہر کسی پر کوئی مسلط ہے.....

مجھے محبت کی وہ تلخ کلامی یاد ہے۔۔۔۔۔

جب بے آبرو کر کے محبت نے میرے ضمیر کو جگایا تھا!!!۔۔۔

دلاور سو گئے شان نے کسی سگھر بیوی کی طرح جھک کر پوچھا۔۔۔

نہیں مجھے نیند نہیں آتی اب وہ بڑبڑایا۔

یار اگر تو دعا بھائی کو سب سچ بتا دے گا تو ہو سکتا ہے وہ تجھ سے دوستی کر لیں اور پھر تو شادی کر لینا ان سے۔۔۔

میں اسے نہیں بتا سکتا وہ مغرور ہے اور غرور جو کبھی ٹوٹے تو اپنے ساتھ بہالے جاتا ہے۔۔

اتنا بھی غرور اچھا نہیں اس کا صرف رنگ ہی گورا ہے اور جو اس کے چہرے پہ جو دو تل ہیں بڑے بڑے اور ہاں ایک شہ رگ پر بھی تو تھا شان اپنے تبصرے پر مصروف تھا جب دلاور نے اسکی گود میں سر رکھے ہی اسکی گردن دبوچ لی۔۔۔

آہ۔ ہا۔ کیا کر رہا ہے جنگلی۔۔

تو نے اسے اتنے گھور کر دیکھا ہے چہرے تک تو ٹھیک تھا یہ تو شہ رگ تک کیسے پہنچ گیا۔۔ اور دعا نے چہرہ کیوں نہ چھپایا۔۔۔

شان گڑبڑا گیا چھوڑیاں میں تو دیور مطلب بھائی بن کر دیکھ رہا تھا تو میرا بھائی اور میری بھابھی ہیں نا وہ۔۔ شان نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائیں۔۔ اور وہ انکا چیک اپ کرنا تھا اس لئے ان کے بھائی نے چہرہ سامنے کر دیا۔۔

دلاور نے اسے گھورا۔ کل میں بھی تمہارا بھائی بننے اتنی ہی محبت اور گھور گھور کر شازیہ کو دیکھوں گا آخر کو میرے بھائی کی زندگی کا سوال ہے دلاور نے سر اسکی گود سے اٹھا کر قدرے زور سے اسکا شانہ تھپکا اور تکیے پر سر رکھتا بولا دروازہ بند کر کے جانا اور لائٹ بھی او ف کر دینا۔۔

گلا بھی دبا دوں شان یہ کہنے کی حسرت لئے لائٹ او ف کرتا واپس اسی کے پاس گر گیا۔۔۔

دلاور کی ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر وہ ڈھٹائی سے بولا "میں نہیں سو سکتا یا اپنے بستر کے علاوہ کہیں جتنا مرضی مار لو"۔۔

شان کی بے بسی پر دلاور نے ہنسی دہائی۔۔ "آج پھر میری پیاری بیوی" دلاور کی بات پر شان چلا اٹھا۔۔

\*\*\*\*\*

بھائی آپ مجھے معاف کیوں نہیں کر دیتے میرے ساتھ ہی تو سب برا ہوا ہے اب میرا بھائی بھی مجھے چھوڑ رہا ہے ادینہ کی سسکیوں پر دلاور کا دل پسینے لگا۔۔

تمہیں خان زادی پر بری نظر بھی نہیں ڈالنی چاہیے تھی کجا کہ جان لیوا حملہ کرنا۔۔ ادی اس کے ساتھ بھی برا ہوا ہے تمہارا تو ہر جانہ ہو گیا مگر اسکا نہیں ہونا ہو سکے گا۔۔

آپ دو دن بعد گھر آئے ہیں اور اس دعا کی سائیڈ لے رہے ہیں کیا جادو کرتی ہے وہ سب پر جسے دیکھو ہر وقت دعا دعا دعا، ایک یہی لفظ رہ گیا ہے پہلے شاہ کمال پھر از لان اور ڈاکٹر سارا بھی اب آپ روانی میں ادینہ کے منہ سے نکل گیا۔۔

تم سارا کو جانتی ہو؟

کون سارا؟ ادینہ سٹپٹا گئی۔ تم نے ابھی کہا نا ادی ڈاکٹر سارا وہ والی سارا۔۔



میں نے تو سارا نام لیا ہی نہیں اور یہ شاہ کمال سے تمہاری پہلے بات چیت تھی جو اس نے دعا کی بات کی؟

ایسا کچھ نہیں ہے بھائی ادینہ پلٹ گئی اس سے کوئی جواب نہ بن پایا۔

میں نے خود سنا ہے ادینہ تم نے سارا کا نام لیا ہے مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوتی۔

میں نے نہیں لیا ہر وقت میرے پیچھے مت پڑ جایا کریں۔

یہ کس لہجے میں مجھ سے بات کر رہی ہو ادینہ۔۔۔ دلاور کا لہجہ سخت سنجیدہ اور حیران کن تھا۔

آپ کو میری ہر بات میں کیڑے کیوں نظر آتے ہیں ادینہ نے پوچھا۔۔۔ ہر وقت یہ کیوں کر دیا وہ کیوں

کر دیا وہاں کیوں گئی تھیں یہاں کیوں گئی تھیں پابندیوں سے تھک گئی ہوں جان چھوڑ دیں میری اب

ادینہ نے ہاتھ جوڑے۔۔۔

بھائی ہوں تمہارا۔۔۔ تمہارا سر پرست تمہارا محافظ تمہیں منع نہیں کروں گا تو کسے منع کروں گا۔۔۔

اس دعا کو منع کریں نا جس نے شاہ کمال کو ازلاں کو اور آپ کو اپنے اشارے پر نچایا ہے مجھے تو اس کا کردار

ہی اچھا نہیں لگتا جسے دیکھو وہی نظر آتی ہے۔۔۔

ادینہ بس کرو دلاور کی آواز اتنی اونچی تھی کہ لحظہ بھر کو ادینہ کانپ گئی۔۔۔

بس کرو مجھے سچ بتاؤ کیا شاہ کمال تم سے بات کرتا تھا اور سارا تمہیں کہاں ملی؟ خدا کی قسم تم نے نہ بتایا تو

آج میں خود کو بھی گولی مار لوں گا اور تمہیں بھی۔۔۔

کہتی ہے پھر جو دنیا کہے۔۔۔

بھائی آپ کا فون ہے ادینہ نے فون بچتے دیکھ کر کہا مگر دلاور شاہور لینے میں دیر لگا رہا تھا ادینہ نے کال اٹھائی۔

ہیلو ہارٹ ڈاکٹر ایمر جنسی ہے ابھی آ جاؤ۔

بھائی تو شاہور لینے گئے ہیں ادینہ نے اطلاع دی۔

اوہ اوکے فائن وہ آتے ہیں تو انکو امیجٹلی انفارم کر دینا۔ سارا نے فون رکھنا چاہا۔

آپ ڈاکٹر ہیں ادینہ نے پوچھا؟

آہ ہاں سارا چونکی۔

میں آپ سے مل سکتی ہوں بھائی کو مت بتائیے گا پلیز۔

کیوں نہیں جب چاہو مل لو سارا حیران ہوئی مگر دلاور کی بہن کو منع نہیں کر پائی۔

آپ کو میں اپنے فون سے کال کروں گی ابھی بھائی آنے والے ہیں اللہ حافظ ادینہ نے فون بند کیا اور

دلاور کے فون سے نمبر کاپی کرنے لگی۔ فون بند کر کے رکھتے ادینہ نے اپنی پیشانی پر چمکی چاندنی صاف

کی اور کانپتے اپنے مومی ہاتھوں کو دیکھا۔

بھائی کسی کا فون تھا آپ کو جانا ہے ایمر جنسی میں ادینہ اطلاع دیتی اندر چلی گئی۔ کس کا ادی؟ دلاور

نے پوچھا۔

پتہ نہیں میں نے بنا دیکھے اٹھایا ہے۔

فائن دلاور نے دھیان دئے بنا کہا اور اپنا فون چیک کیا۔۔۔

\*\*\*\*\*

میں آپ سے کب مل سکتی ہوں سارا؟

آپ کل آٹھ بجے مجھے اپنی ڈی کے باہر مل لیجئے گا۔ سارا نے میسج کر کے فون رکھ دیا مگر اگلی صبح ساڑھے سات بجے ادینہ اپنی ڈی کے باہر تھی جب آٹھ بجے کرپندرہ منٹ پر سارا آتی دکھائی دی لمبے انتظار کے بعد ابھی تک وہ امید کی کرن پر لٹکی تھی۔۔۔

سارا اسے لیتی اسٹاف روم کی طرف جانے لگی۔۔۔

آپ تو بہت پیاری ہیں دلاور نے اسے لئے آپ کو چھپا کر رکھا تھا سارا کے تبصرے پر ادینہ جھینپ گئی۔۔۔

دراصل مجھے ایک ہیلپ کی ضرورت ہے سارا آئی ہوپ آپ کر دیں گی چند یہاں وہاں کی باتوں کے بعد ادینہ نے کہا۔۔۔

شیوروائے ناٹ دلاور کی بہن میری بہن سارا نے اسے حوصلہ دیا۔۔۔

آپ بھائی سے تو بات نہیں کریں گی؟ ادینہ نے جھجھکتے کہا۔ بے فکر رہو۔۔۔ ادینہ نے ساری بات سارا کو بتا دی۔ مجھے جھوٹی رپورٹ چاہیے اس سے شاہ کمال کو مجھ سے نکاح کرنا پڑے گا۔۔۔۔۔

مگر یہ بہت خطرناک ہے گناہ بھی ہے اور جرم بھی سارا نے تفکر سے کہا۔ تم دلاور سے بات کرو مے  
بی کہ وہ تمہاری ہیلپ کر سکے گاؤں میں تو ویسے بھی دو شادیاں عام بات ہے۔۔

مجھے دعا کے ساتھ سمجھوتا نہیں کرنا شاہ کمال مجھے چاہیے ہر قیمت پر۔۔

مگر ادینہ یہ ناممکن ہے میرا مشورہ یہی ہے کہ تم شاہ کمال والے کیس سے نکل آؤ اس میں ہر صورت  
تمہاری رسوائی ہے۔۔

آپ کے بھائی کو باہر جا کر پڑھنے کا شوق ہے نا اور اس کے لئے آپ اپنا گھر بیچ رہی ہیں؟ ادینہ کی غیر  
متوقع بات پر سارا چونک گئی۔۔

ہاں مگر تم کیسے جانتی ہو ادینہ مسکرائی۔۔ ہم گھر میں دو لوگ ہیں اور بات سے بات نکل کر پتہ چل جاتی  
ہے۔ واقعات یاد رہتے ہیں مگر جب انسان کو کسی اپنے مطلب کے انسان کی تلاش ہو تو تب نام بھی

یاد رہتے ہیں۔۔ ادینہ نے کہتے بیگ سے بہت سارے زیور کی پوٹلی سامنے رکھی۔ انسان کے سب  
خواب پورے ہونے چاہیے زندگی ایک بار ملتی ہے بار بار نہیں۔ سارا اسکی بات سمجھ گئی۔۔

مگر میں یہ نہیں کر سکتی یہ گناہ ہے سارا نے زیور دیکھتے کہا۔ ایک پل کو دل کیا ہاتھ بڑھا کر پکڑ لے یہی  
وقت تھا زندگی سنوارنے کا۔

ادینہ دلکشی سے مسکرائی اسکے مومی چہرے پر دلفہم تاثرات تھے۔

آپ پر بہت قرض ہیں ڈاکٹر سارا آپکے والد کی ساری جمع پونجی کا دیوالیہ ہو گیا آپکو ڈاکٹر بنانے میں پیچ  
پیچ اور آپ یہ صلہ دے رہی ہیں انکو؟ ادینہ نے بیگ سے نوٹ نکال کر سامنے رکھے۔

سوچ کر بتا دیجئیے گا ورنہ یہ کام تو دو ہزار میں کوئی بھی گلی محلے کی ڈاکٹر بھی کر دے گی۔۔۔ کل تک جواب دے دیجئیے گا۔۔

ادینہ نے سب کچھ اپنے پرس میں ڈالنا شروع کیا سارا کی پیشانی پر تفکر تھی حریض ولاچ سے زیادہ مجبوری، اسے قرض اتارنے تھے تو بھائی کے خواب بھی پورے کرنے تھے جو اگر وقت گزر جاتا تو تا عمر وہ ایک کسک بھری زندگی گزارتا۔

"مجھے منظور ہے سارا کو اپنی آواز کھائی سے آتی سنائی دی"

ادینہ کے مومی چہرے پر شاہ کمال کو پالینے کا نشہ جھومنے لگا یہ منزل کی دوسری سیڑھی تھی۔ تیسری سیڑھی اسکی شادی والے دن رپورٹس دکھا کر اس سے نکاح کرنا تھا مگر دلاور کی غیرت جاگ اٹھی اور شاہ کمال بنا گناہ کے شہرے خاموشاں چل بسا۔

"ناادی میری، نالی مجھے کوئی دعا"

"مجھے بادشاہت کرنی تھی حوروں کے دربار میں"

\*\*\*\*\*

دلاور کا تو حال تھا کاٹو تو بدن میں لہو نہیں، وہ قاتل تھا بنا تصدیق کئے چند کاغذات کو پڑھ کر اور ایک نام سن کر۔۔۔

"میں نے آپکے ہوسپٹل سے رپورٹس اس لئے بنوائیں تاکہ آپ کہیں دوبارہ چیک اپ کے لئے مجھے نہ لے جائیں۔۔۔ میں کوئی بھی رسک نہیں لینا چاہتی تھی۔۔۔"

"چلی جاؤ میرے سامنے سے ورنہ میں تمہیں شوٹ کر دوں گا۔۔۔"

بھائی مجھے معاف کر دو ادینہ نے دلاور کا گھٹنہ پکڑا۔۔۔

گیٹ آؤٹ۔۔۔ دلاور نے ٹیبل پر ہاتھ مار کر ٹیبل توڑ دیا۔۔۔ ادینہ ہرن کے بچے کی طرح کانپ اٹھی۔۔۔

چلی جاؤ ورنہ میں خود کو بھی مار دوں گا۔۔۔ وہ دھاڑا۔۔۔

چلی جاؤ تم، تم نے مجھ سے ایک بے گناہ کا قتل کروایا ہے اور ایک معصوم کی زندگی خراب کروا دی۔۔۔

تب بھی تم خوش نہ ہوئیں تو خاموشی سے ازلان کی زندگی خراب کر دی تب کیوں نہ سچ بولا تب ہی بول دیتیں۔۔۔ چلی جاؤ مجھے شکل بھی دوبارہ نہیں دیکھنی تمہاری۔۔۔

تم صرف دعا کو مارنے کے لئے ازلان کے گھر گئیں۔۔۔

میں کیا جواب دوں گا ازلان کو کہاں ہے وہ وجود جس کی سیاہی دھونے کو دعا کی زندگی تباہ کی اور پھر اسکی۔۔۔

گیٹ آؤٹ وہ چیخا ادینہ شکستہ قدموں سے اوپر چلی گئی۔۔۔۔۔

دلاور نے ہو سپٹل میں اپنا ٹرمینش لیٹر دیا اور فرانس کی اگلی سیٹ بک کروالی وہ اس آب و ہوا میں مزید سانس نہیں لے سکتا تھا جہاں وہ اپنی محبت کی محبت کا قاتل ہو۔۔۔۔۔ اوینہ کی آہیں قسمیں اور دہائیاں بھی اسے روک نہ سکی۔۔۔

میں اس گھر میں تب ہی آؤں گا جب مجھے یقین ہو تم یہاں مجھے نہ ملوادی۔۔ تمہیں دیکھتا ہوں تو ہر پل ہر لمحہ یہ احساس کچھ کے لگاتا ہے کہ میں ایک بے گناہ کا قاتل ہوں۔۔ اور تم ایک بدکردار فریبی عورت، میری روح یہ سوچ کر کانپ جاتی ہے کہ تم میری بہن ہو اس لئے مجھے کبھی مت ڈھونڈنا نہ ہی مجھے یاد کرنا ہو سکے تو میرے جانے کے بعد خان زادی کو سب سچ بتا دینا۔۔ وہ اگر سر بھی مانگے تو اس بار میں اسے وہ بھی دوں گا اپنے ہاتھ سے اتار کر دلاؤرنے دعا کے نام میں چھوڑا اور چلا گیا۔۔۔

ادینہ خالی خالی نظر سے خالی گھر کو گھورتی رہی صبح سے رات، رات سے دن ہو گیا مگر وہ ساکت وہیں بیٹھی رہی ایک بار پھر سے ڈھلتے سورج کی شعاع کا تعاقب کرتی وہ اپارٹمنٹ کی چھت پر گئی اور وہاں سے کود گئی۔۔ ادینہ اوندھے منہ پڑی تھی۔۔ خون کی ایک لمبی دھار بہہ رہی تھی۔۔ دیکھنے والوں کا اورچہ

مگوئیاں کرنے والوں کا ہجوم تھا۔۔ وہ ساکت ہی رہی۔۔۔

\*\*\*\*\*

## 7YearsLater....

سفید گھیر دار بے شکن بے داغ فراک میں، آدھے سر پر دوپٹہ ڈالے وہ خنسا سی کھڑی تھی فون ہاتھ میں چل رہا تھا تو منہ میں کچھ بڑبڑا رہی تھی وہ آج بھی ویسی ہی تھی جیسی سات سال پہلے، نہ اسکی خوبصورتی ماند پڑی تھی نہ ہی عمر کا اس پر کوئی اثر ہوا تھا نہ ہی وہ اب خوش نصیب ہوئی تھی وہ آج بھی خالی دامن اور سبز قدم ہی تھی۔۔

اسی وقت اسکا فون بجا۔۔ ہم پوچھتے ہیں کہاں گیا وہ انسان، زمین کھا گئی یا آسمان نکل گیا۔۔ سات سال سے ایک انسان ڈھونڈ رہے ہو۔۔ کسی کام کے ہو تم لوگ؟ ہر مہینے بس پیسے دے دو۔۔ پیسے دے دو۔۔ کبھی کسی اچھی نیوز کے لئے بھی فون کر دیا کرو۔ ہمیں ہر حال میں وہ انسان چاہیئے زندہ۔۔ اگر نہیں تو ہمیں کہہ دیں ہم کسی اور کو رکھ لیں گے۔۔

دعا نے جھلاتے فون بند کیا۔۔۔ ماما اوپر سے ایک بچی بھاگتے دعا کے پاس آئی۔۔ یہ دیکھو بابا کیا لائے ہیں۔ دھیان سے پری گرجاؤ گی دعا نے اسے تیسری سیرٹھی سے تھام لیا۔۔ اور گود میں بٹھاتے چوما دکھائیں بابا کیا لائے ہیں ہماری جان کے لئے؟

یہ آئی پیڈ۔۔ آئی پیڈ دیکھتے دعا چلائی۔۔ از لان از لان یہاں آنا زرا۔۔۔ یس کنگ وہ ٹائی باندھتا اس تک آیا۔۔

یہ کیوں لائے ہو تم اس کے لئے؟ جانتے ہو نہ تم یہ پڑھتی ہے، اب وہ ہر وقت گیمز میں لگی رہے گی۔۔



دعا نے گیم کھیلتی پری کی طرف اشارہ کیا۔۔ ازلان نے اسکی خفاناک دبائی اور پری کو جھک کر پیار کیا۔۔

یہ اب تمہارا کام ہے۔ تم کیسے اسے ہینڈل کرتی ہو ازلان نے آنکھ دبائی۔۔ اور اسکے بال پیار سے بگاڑتے نیچے اتر گیا۔۔۔

موم کہاں ہیں آپکی؟ اٹھ گئیں؟۔۔ یس ماما پری نے جواب دیا۔ اوکے آپ بابا کے ساتھ جا کر نیچے بریک فاسٹ کریں دعا نے اسکی پونی ٹھیک کرتے کہا۔۔

ہم آپکی موم کو لاتے ہیں۔۔ "اوکے" پری نے دعا کی طرح ناک سکڑی۔ دعا حاکمانہ قدم اٹھاتی ازلان کے کمرے تک گئی۔۔۔

اور جوتے کی نوک سے دروازہ واہ کیا۔۔

سامنے پری کی ماں کھڑی تھی گلے میں چین پہنتے دعا کو دیکھ کر جلدی سے بیڈ پر رکھا دوپٹہ اٹھایا اور اپنے بھگیے بالوں والے سر پر رکھا۔۔۔ اور نظر جھکائی۔۔۔

وقت دیکھا ہے تم نے مہارانی صاحبہ؟ جی وہ رات دیر سے سوئی تھی تو آنکھ ہی نہیں کھلی وہ پس مردہ سی بولی۔۔

پانچ بج کر پچاس منٹ ہو چکے ہیں۔۔ اور نفرت ہے ہمیں پانچ بجے کے بعد بستر توڑنے والوں سے دعا چلائی۔۔ پری کی ماں ڈر کر دو قدم پیچھے ہٹی۔۔

اگر دوبارہ ایسا کیا نہ تو دعا نے انگلی اٹھاتے کہا تو ملازمہ کے ساتھ سونا صبح جو ٹھوکر کھا کر اٹھو تو معلوم ہو اپنی اوقات۔۔۔

دعا نے وارننگ دے کر اسکے ہونٹ دیکھے جن پر ہلکی گلابی لپ اسٹک تھی۔ اتاروا سے اور یہ کیا پہنا ہے دعا نے چٹکی بھر کر اسکے کپڑوں کی طرف اشارہ کیا یہ یہ تو ازلان نے دیا۔۔۔ وہ خوف زدہ ہوئی۔ سمجھ میں نہیں آتا اس گھر میں صرف سفید رنگ پہن سکتے ہیں۔۔۔ پہلے دن آئی ہو جو سمجھانا پڑ رہا ہے۔۔۔

اتاروا سے ابھی اسی وقت پری کی ماں آنسو ضبط کرتی باتھ روم میں گئی اور پرانے سفید لباس میں واپس آئی۔۔۔ یہاں دو مجھے دعا نے اسکا ہلکا گلابی سوٹ کھینچ لیا۔۔۔ اور ملازمہ کو آواز لگائی۔ جی خان زادی۔ وہ بھی ہانپتی آئی پکڑوا سے یہ تم پہن کر آؤ ابھی دعا نے آرڈر دیا۔۔۔ اور تم۔۔۔ دعا نے پری کی ماں کے چہرے کو تھوڑی سے دبوچہ آئندہ کوئی رنگ خوشبو کوئی سنگھار تمہارے قریب بھی نہ آئے ورنہ ساری دنیا کے سامنے بولی لگا دوں گی کرتی رہنا سنگھار دعا زہر خندہ بولی۔۔۔

اسے پیچھے کو گراتے وہ باہر گئی۔۔۔ ادینہ بستر پر گری بے آواز رو دی۔۔۔ کر لوجو کرنا ہے دعا تم حق رکھتی ہو میری تمام عمر پر، تمہاری زندگی کے رنگ چھینے تھے تو میں کون ہوتی ہوں رنگ پہننے والی کاش اس دن مجھے لوگوں نے نہ بچایا ہوتا نہ ہی میرے فون سے ازلان کو کسی نے کال کی ہوتی میں مرجاتی اور میری افیت ختم ہو جاتی میرا بھائی بھی لوٹ آتا جس کے خون کی تم دن بہ دن بہت پیاسی ہوتی جا رہی ہو۔۔۔ میں نے نیم بے ہوشی میں سچ نہ بولا ہوتا تو تم میرا یہ حال نہ کرتیں، شاہ کمال تو ایک ہی بار مر گیا تھا میں ہر روز بے گناہی کی موت مرتی ہوں بس فرق یہ ہے کہ

سانس بھی چلتی ہے اور دل بھی دھڑکتا ہے۔۔ اے کاش میں اب ہی مرجاؤں تمہاری بھی اذیت ختم ہوگی اور میری بھی۔۔

باجی آپکو خان زادی بلارہی ہیں ملازمہ نے اسے ہلایا۔۔ ادینہ نے دیکھا ابھی کچھ دیر پہلے کا سوٹ اب ملازمہ کے تن پر تھا۔۔ سوٹ تو یہ بھی سفید تھا مگر اس پر گلابی شیڈڈل رہی تھی پری کے اسکول پہن کر جانے کو کوئی جوڑہ نہ تھا تو بہت کہنے کے بعد از لان نے اس پر یہ مہربانی کی تھی۔۔ جو دعائے فوراً چھین لی۔۔۔ ویسے ہی جیسے اسکا شاہ کمال چھینا گیا تھا۔۔ آ رہی ہوں۔ ادینہ آنسو صاف کرتی نیچے گئی۔۔

بہتر تو یہ ہے کہ پہلے حالات بدلے جائیں

مضلسی کا عشق بھی کیا خاک مرزہ دے گا!!!۔۔۔۔۔

کون جیتتا ہے زندگی اپنی.....!

ہر کسی پر کوئی مسلط ہے.....

تنہائی سے تھی میری ملاقات آخری

رویا اور اس کے بعد میں گھر سے نکل گیا۔

حال نہ پوچھا جیتے جی

عرس کریں گے مرنے پر!...

اک چھمن ہے کہ جو بے چین کیے رہتی ہے

ایسا لگتا ہے کہ کچھ ٹوٹ گیا ہے مجھ میں۔

تجھ کو احساس ہی کب ہے کہ کسی درد کا داغ

آنکھ سے دل میں اتر جائے۔ تو کیا ہوتا ہے۔۔

آج پری کے اسکول میں سنگنگ کا مپیٹیشن ہے ادینہ جانا چاہ رہی تھی۔۔ ازلان نے ناشتہ ختم کرتے کہا دعا کے چہرے پر غصہ جھلکنے لگا۔۔ تو پری کی ماں جا رہی ہے وہاں ادینہ کا کیا کام؟ کیا وہاں کی صفائی ستھرائی کی ذمہ داری اس نے لی ہے۔ دعا نے تمسخر اڑاتے ادینہ کو دیکھا۔۔ جو گرم بھاپ اڑاتی چائے دعا کے سامنے رکھ رہی تھی۔۔

اور یہ تم سے بات کیوں کرتی ہے ہم سے کہے کیا ہم سے بات کرتے اس کی زبان کو فالج آ جاتا ہے۔۔

خان زادی علی رو رہا ہے انہیں دودھ چاہیے۔۔ ملازمہ نے کمر میں دیکے بچے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ ادینہ نے جلدی سے ہاتھ آگے کئے مگر دعا نے راستے سے ہی علی کو لے لیا۔۔ ازلان نے بغور ادینہ کے چہرے پر ماں کا درد دیکھا جو اپنے بیٹے کو روتے دیکھ اسے ہو رہا تھا۔۔۔ تم دودھ کی بوتل لے آؤ ہم اسے پلا دیں گے۔۔ دعا نے ملازمہ کو آڑ دیا۔۔

خان زادی پری کے وقت بھی انکوماں کا دودھ نہیں ملا اب علی کو بھی نہ ملا تو ان کا معدہ بھی پری کی طرح کمزور ہو جائے گا ملازمہ نے دکھ سے کہا۔۔۔

دعا کے چہرے کے تاثرات تن گئے "تمہیں یہاں ہم اپنی رہنمائی کے لئے نہیں رکھا تنخواہ ملازمہ ہو وہی رہو۔۔ اور تمہاری یہ باجی جس کی حمایت میں تم بول رہی ہو اگر اپنے قاتل بھگوڑے بھائی کا اڈریس دے دیتی تو آج یہاں لاوارثوں کی طرح نہ پڑی ہوتی۔۔۔

جس دن اس نے ہمیں دلاور خان کا پتہ دیا اس دن ہم اسے معاف کر کے اسکی ہر شرط پوری کریں گے ماسوائے دلاور خان کو زندہ چھوڑنے کے۔۔۔ دعا نے تڑخ کر کہا۔۔ اور روتے بلکتے ہلکان ہوتے علی کو جھلانے لگی۔۔ ادینہ کا دل کلٹنے لگا۔۔۔

اگر اس عورت کو بچوں کی پروا ہوتی تو پہلے دن ہی انہیں بھوک سے روتا دیکھ ہمیں دلاور کا پتہ دے کر سکون سے رہتی مگر اسے اپنے بھائی سے محبت ہے تو نبھائے یہ محبت۔۔

دعا نے وہ بات کسی جو ادینہ کے دل کا راز تھا اس نے سارا سچ تو بتا دیا تھا مگر دلاور کا پتہ نہ دیا وہ جانتی تھی وہ کہاں ہے مگر دعا کو اگر بھنک بھی پڑ جاتی تو پورا فرانس چھان کر بھی دلاور کا نکال لاتی اور دلاور تو پہلے ہی احساس جرم میں جی رہا تھا چند منٹ بھی نہ لگاتا اپنی گردن پیش کرنے میں۔۔

"یہ سب میرا گناہ ہے دعا اسے مجھے ہی بھگتنا ہے بھائی کب تک میرے کئے کی سزا کاٹیں گے۔۔۔"

\*\*\*\*\*

"دعا" از لان نے آفس ورکر سے الجھتی دعا کو آواز دی۔  
جسٹ اے منٹ۔۔ دعا از لان سے بول کر دوبارہ الجھنے لگی۔۔  
دعا فوراً آواز لان نے جھنجھلا کر کہا۔

ہم تم سے بعد میں بات کرتے ہیں کسی کام نہیں کوئی یہاں وہ بڑبڑاتے از لان کے پاس گئی۔ کیا ہوا تمہیں؟؟ دعا نے خفگی سے کہا۔ از لان اسے لیتے اپنے آفس گیا۔۔

دعا یہ دیکھو یہ میل پڑھو از لان نے کمپیوٹر اسکے سامنے کیا۔۔۔  
ہاں تو کیا ہے اس میل میں؟؟ دعا سمجھ نہ سکی۔۔

یوقوف یہاں پر دنیا کے تمام ڈاکٹر جمع ہوں گے فارن بھی اور یہ ہی اہم موقعہ دلاور کو ڈھونڈنے کا۔۔۔ یہ کیمپ ایک مہینہ فرانس میں ہوگا اور مجھے ایک مہینے کے لئے جانا ہوگا۔۔۔

"ہماری قسمت اتنی اچھی نہیں ہے وہ شخص ہمیں مل جائے اور کیا ضروری ہے وہ بھی وہاں ہوگا۔۔۔" دعا مچھلی کو پکڑنے کے لئے جال بچھایا جاتا ہے۔۔۔ اور میں نے ان فارن ڈیلیکیشنز سے پارٹنرشپ کی بات کی ہے یہاں سب سے زیادہ پروٹوکال پاکستانی ڈاکٹر کو دیا جائے گا۔ اس طرح دلاور کے سامنے آنے کے مواقع زیادہ ہیں۔۔۔ اور تمہیں یاد ہے ادینہ نے کہا تھا دلاور نے کہا ہے اب کہ خان زادی سر مانگے گی تو تن سے خود الگ کروں گا۔۔۔ تو اگر میں سامنے جاؤں تو کیا ممکن ہے وہ مجھے دیکھ کر ادینہ کی خاطر ہی سامنے آجائے اور جہاں تک دلاور کی بات ہے تو زبان سے منکر ہونے والا اسکا خون نہیں۔۔۔

تو پھر ٹھیک ہے فرانس تم نہیں ہم جارہے ہیں۔۔۔ دعا نے اٹل اور فیصلہ کن لہجے میں کہا۔۔۔ میں تمہیں اکیلے اتنی دور نہیں جانے دے سکتا ازلان نے غصے سے کہا اور تمہارے بنا گھر نہیں چل سکتا نہ آفس اور بچے اگر ان کو ادینہ نے اپنی عادت ڈال لی تو۔۔۔ ازلان اسے روکنے کی خاطر اپنے پاس سے باتیں لگانے لگا۔۔۔

دعا نے لحظہ بھر کو سوچا۔۔۔ ہم اپنے بچے ساتھ لے کر جائیں گے آفس اور گھر تم خود سنبھال لینا۔۔۔ مجھے پروا نہیں لیکن میں تمہارے ساتھ جاؤں گا دعا مجھے ڈر لگتا ہے تم اپنے غصے پر قابو پانا نہیں جانتی۔۔۔ ازلان کی بات پر وہ اثبات میں سر ہلاتی باہر نکل گئی۔۔۔

"ازلان نے اپنی خوبصورت حوروں سی بہن کو دیکھا جس کے چہرے پر مسکراہٹ کا کوئی رشتہ نہ تھا وہ صرف پری اور علی کے ساتھ مسکراتی تھی۔۔ اور اس مسکراہٹ کے پیچھے کا درد بھی کوئی محسوس نہ کر سکتا تھا۔ ازلان نے بہت کوشش کی کہ دعا کی شادی ہو جائے مگر جو بھی شادی کے کچھ دیر بعد شاہ کمال کے قتل ہو جانے کا سنتا وہ دعا کی خوبصورتی دیکھ کر بھی منکر ہو جاتا وہ ساری دنیا کے لئے سبز قدم تھی لوگ اس سے رشتہ جوڑنے کو ڈرتے تھے وہ منحوس تھی اور یہ نہوست کا سایہ اس کی قسمت میں ادینہ نے لکھا تھا"۔۔۔

\*\*\*\*\*

"جتنے بھی پاکستانی ڈاکٹرز ہوں وہ اسی طرح بیٹھیں گے۔۔" دعا نے انتظامیہ کو آڑ دیا یہ کیمرے کے بلکل سامنے والی جگہ تھی۔۔ ہر ملک کے باشندوں کے لئے الگ الگ جگہ کا انتظام اسی لئے کیا گیا تاکہ ان ہزاروں لوگوں میں ایک "دلاور" سرکلنگ کرنے کے لئے دعا کو مل جائے۔۔ آہستہ آہستہ شو شروع ہو رہا تھا ہر ملک کا باشندہ پہلے اپنی زبان اور پھر انگریزی میں تقریر کر رہا تھا لوگوں کے حقوق کے بارے میں بات چل رہی ڈاکٹرز کے فرض اور بے حسی کو لے کر ٹاپک زیر بحث تھا۔ ماحول گرم ہوتا جا رہا تھا ہر ملک کے ڈاکٹرز خود کو بہتر ثابت کرنے پر تلے تھے۔ دعا نے کیمرہ روم میں گھڑی دیکھی چار گھنٹے مسلسل گزر جانے کے بعد بھی اسے دلاور نظر نہیں آیا تھا رات ہو رہی تھی بقیہ کی بحث اگلے دن کے لئے اٹھا رکھی تھی۔۔۔

دن گزرتے گئے مگر دلاور کسی بھی دن اسٹیج پر نہ آیا نہ ہی دعا کو وہ ایک بھی اس ٹاک شو کا حصہ لگا یہاں آنا بے کار گیا تھا دعا کو غصہ تو اس بات پر تھا کہ فضول میں ادینہ کو ازلان ساتھ لایا تھا جس کا خیال تھا دلاور کے سامنے اگر ادینہ آجائے تو کبھی رخ نہیں موڑ سکتا۔۔۔

دعا نے سارا سامان پیک کر دیا آج شو کا آخری دن تھا اور رات کو انہیں دعا کی ضد پر فلائٹ سے واپس جانا تھا ادینہ کی سانس سوکھ چکی تھی وہ جانتی تھی دلاور اسی ملک کے کسی شہر میں ہے وہ دن رات یہی دعا کرتی کہ دلاور ایک بھی دن سامنے نہ آئے۔۔۔ آخری شو تھا آخری ڈاکٹر۔۔۔ دعا ساکت سی رہ گئی جب دلاور قدم اٹھاتا اسٹیج تک آیا۔۔۔

"میں اتنے دن اون لائن اس ٹاک شو کو سنتا رہا اور یہاں نہیں آیا کیونکہ اصل ڈاکٹر وہی ہے جو اپنے مریضوں سے محبت کرنا جانتا ہو جسے انسانی جان کی پروا ہو میں ہو سپٹل نرس اور کم عمر عملے کے سہارے چھوڑ کر یہاں کی گفتگو سے لطف نہ لے سکا کیونکہ میرا دھیان ان زندگیوں کی طرف تھا جنہیں ڈاکٹر کی ضرورت تھی مگر کیا کہا جائے ساری دنیا کے ڈاکٹر زکینک، ہو سپٹل، ڈسپنسری بند کر کے یہاں پچاس ہزار ڈالر کے لئے بحث میں لگے ہیں یہاں بیٹھ کر بحث کر کے وہ خود کو منواتولیں گے اور ہسٹری کی کتاب میں اپنا نام بھی درج کروالیں گے مگر انکے انتظار میں بہت سے لوگوں کی جان چلی جائے گی۔۔۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں دلاور نے رسٹ واچ دیکھتے کہا۔۔۔ میں صرف اتنا کہوں گا اچھا کھانا تھا یہاں کا آج پہلے دن کھایا اب چلتا ہوں میرے پیشنٹس میرا انتظار کر رہے ہوں گے دلاور آنکھ دباتا نیچے اتر گیا۔۔۔" پورے حال میں تا لیاں گونج رہیں تھیں لوگ اپنی سیٹس سے کھڑے ہو چکے تھے۔۔۔۔۔ بلیک سوٹ بوٹ میں وہ چلتا دعا کو زہر لگا۔۔۔



لے کر جاؤ اسے باہر دعا نے زہر خندہ انداز میں ادینہ کی طرف اشارہ کیا۔۔ ادینہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"یاد رکھنا اگر تم نے اپنے بھائی کو رتی بھر بھی اشارہ کیا تو گولیوں سے اسے چھلنی کر دیں گے" دعا نے پسٹل سامنے کرتے کہا۔۔۔

ادینہ نے آنسو گراتے نفی میں سر ہلایا اور رحم کی بھیک مانگتے ہاتھ جوڑے۔۔ جاؤ ورنہ تمہارا بھیا نک سچ ہم سرے عام کر دیں گے دعا نے غصے سے کہا۔۔۔ ادینہ لڑکھڑاتی باہر گئی زبان پر اسکی ایک ہی دعا تھی دلاور اسے نہ دیکھے اگر دیکھ بھی لے تو نفرت سے منہ موڑ کر کہیں بھاگ جائے۔۔

دلاور اپنی کار کی طرف جا رہا تھا جب قریب آتی ادینہ کی آواز حلق میں گھٹ گئی کتنے ماہ و سال بعد اس کا ماں جایا اسکے سامنے آیا تھا اور اسکی زندگی تمام ہونے والی تھی۔۔ "بھ بھئی بھائی۔۔" ادینہ کے دل سے آواز نکلی۔۔ مگر زبان خاموش ہی رہی۔۔ گاڑی کی چابی دلاور سے گرمی، چابی اٹھاتے جیسے ہی وہ اٹھنے لگا اس کی نظر ادینہ پر گئی وہ کس قدر بدل چکی تھی مگر دلاور ایک لمحے میں اسے پہچان چکا تھا۔۔۔ "ادی" دلاور نے کہا۔۔۔ دعا نے پسٹل سے نشانہ دلاور کے دل پر بنایا لیزر کی روشنی پڑتے ہی دلاور چونک گیا اور ہوٹل کی چھت کی طرف دیکھا۔۔۔ "دعا؟" دلاور اسے دسویں منزل سے پہچان چکا تھا۔۔۔

بھاگ جائیں بھائی چلے جائیں وہ سب جانتی ہے مار دے گی آپکو۔۔ ادینہ کے کپڑوں پر مانک تھا پھر بھی جان بوجھ کر بولتی چلی گئی

"اسٹوپ اٹ ادینہ" از لان نے خفگی سے کہا ادینہ نے کان سے آہ اتار امانک ابھی اس کے گریبان میں تھا۔۔۔ چلے جائیں بھائی پلیز ادینہ نے اسے پرے دھکیلا۔۔۔

"نہیں ادی مجھے اسی دن کا انتظار تھا آج مجھے سزا مل جانے دودعا کی گرفت پستل پر سخت ہوتی گئی۔۔۔ وہ دلاور کو سن سکتی تھی۔۔۔ میں نے اپنی ہی محبت کی محبت کو مار ڈالا یہ کرب مجھے جینے نہیں دیتا میرے دن رات اسی کرب میں گزرتے ہیں آج مجھے آزاد ہو لینے دو"۔۔۔

بھائی آپ نے کہا آپ ڈاکٹر ہیں اور بہت سے مریض مرجائیں اگر آپ ہو اسپتال میں نہ ہوں۔۔۔ کیا وہ شاہ کمال کی طرح بے قصور نہیں دعا کو کیا حق ہے وہ ان سے ان کا فرشتہ نجات چھین لے ۹۹۹ غلط میں نے کیا گنہگار میں تھی اس ساری دنیا کے سامنے مجھے سنگسار ہونا ہے۔۔۔ شاہ کمال کی پاکیزہ محبت کی توہین میں نے کی میری بدکردار محبت دعا کے نصیب کو نکل گئی۔۔۔ آپ کہتے ہیں نادعا آپ کی محبت ہے بھائی وہ صرف آپ سے نفرت کرتی ہے اتنی نفرت تو مجھ حقیر سے بھی نہیں کرتی۔۔۔ جائیں بھائی دعا کی ضد میں بہت سے بے قصور مریضوں کا نقصان ہو جائے گا۔۔۔

دعا کی گرفت ڈھیلی پڑھنے لگی۔ ادینہ مسلسل دلاور کے سامنے ڈھال بنی کھڑی تھی۔۔۔

"نہیں ادی تم نے تو غلط کیا تھا میں نے تو گناہ کیا ہے مجھے تو خان زادی کی محبت بطور سزا اللہ نے دی ہے۔۔۔ اس محبت کی گہرائی کیا ہے یہ تو سمندر پہ چھان کر بھی کوئی نہیں بتا سکتا، ہاں میری ہر سانس اس کی دعا میں ہر وقت مشغول رہتی ہے"۔۔۔

پسٹل زمین پر گر چکی تھی۔۔۔ ازلان نے دعا کو سہارا دے کر بٹھایا جس کے چہرے پر دکھ کے سائے تھے یعنی خوش وہ بھی نہ تھا وہ شخص دعا سے زیادہ اذیت بھری زندگی گزار رہا تھا۔۔۔ اسکی محبت زندہ ہوتے میں بھی اس سے نفرت کرتی تھی اور وہ ہر وقت اپنے زندہ ہونے کی اذیت میں تھا۔۔۔

میں آپکو دعا کی محبت میں رلتے نہیں دیکھ سکتی بھائی۔ ادینہ نے کہا۔۔۔

چلی جاؤ پلیز میں اسکا قرض دار ہوں اومی اور مجھے خوشی ہے تم اس کے پاس ہوا سکی تحویل میں۔۔۔

\*\*\*\*\*

آپ چاہیں تو مجھے کوئی بھی سزا دے سکتی ہیں چاہے تو گولی مار دیں چاہے زخم دے دے کر چھلنی کر دیں دلاور نے سر جھکائے کہا۔۔۔ دعا سپاٹ چہرے سے کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی ازلان ادینہ وہ بھی وہیں موجود تھے۔۔۔

کیا ہوگا دلاور خان تمہیں مارنے سے ہمارے شاہ جی لوٹ آئیں گے؟ دلاور کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔ مگر میں معافی کے لائق نہیں دلاور نے کہا۔۔۔

ہم سات سال تمہیں پاگلوں کی طرح ڈھونڈتے رہے۔۔۔ سوچا تھا تم ملو گے تو جتنی گولیاں شاہ جی کے سینے میں گئیں اس سے زیادہ تمہارے سینے میں اتاریں گے مگر اب سوچتی ہوں یہ نفرت لا حاصل تھی۔۔۔ ہم نے سات سال تمہاری بہن پر ظلم کیا اس کے بچوں کو چھین لیا اسے ملازمہ سے بدتر درجہ دیا۔۔۔ گنہگار تو ہم بھی ٹھہرے بولو بھائی ہو اس کے کیا سزا دو گے ہمیں شاہ جی کو بھی اسی بہن کی محبت میں مارا تھا کیا اب ہمیں مار سکتے ہوں دعا نے پسٹل سامنے پھینکی چلاؤ گولی اور ختم کر دو سب۔۔۔

"دعا" ازلان چلایا۔۔۔

نہیں بھائی ادینہ نے منع کیا۔۔۔ دعایہ سب اس لئے کہہ رہی ہے تاکہ وہ مزید شاہ کمال کی محبت میں ٹرپ نہ سکے اسے آزادی چاہئیے، مجھے تو ازلان سے محبت ہو گئی مگر دعا نے ان ماہ و سال میں صرف شاہ کمال کے نام پر اذیتیں جھیلیں ہیں۔۔۔ اسے محبت چاہئیے اور یہ محبت صرف آپ دے سکتے ہیں جن ہاتھوں سے زخم ملے ہوں ان سے مددوا ہو جائے تو زخم کے نشان بھی باقی نہیں رہتے۔۔۔ دلاور نے پسٹل پکڑی اور چلتا دعا کے سامنے گیا اور پسٹل اسکے ہاتھ میں دیتے اپنے سر پر رکھی۔۔۔ دعا نے دکھ سے دیکھا۔۔۔

میں اس قابل نہیں خان زادی آپ کسی بہت بہتر کو ڈیزرو کرتی ہیں۔۔۔ دعا نے پسٹل کھینچ کر دوڑا چھال دی۔۔۔

چلے جاؤ سب لوگ ہمیں اکیلا چھوڑ دو ہمیں کسی سے کوئی بدلہ نہیں لینا دعا نے کرب سے کہا۔۔۔ سب چلے گئے مگر ازلان کا دماغ ادینہ کی بات میں اٹک گیا اور کوئی بھی دعا کا شریک سفر بننے کو تیار نہ تھا دلاور تو دعا سے محبت بھی کرتا تھا اس سے بہتر کون ہو سکتا تھا جو اسکے زخم چن لے۔۔۔ ازلان نے دلاور کے سامنے یہی بات رکھی۔۔۔

"مگر وہ مجھ سے نفرت کرتی ہیں" دلاور نے کہا۔۔۔

"مگر مجھ سے تو محبت کرتی ہے ازلان نے کہا۔۔۔ میری بات وہ نہیں ٹال سکتی۔۔۔" تم ان سے بات کر لو دلاور نے گیند ازلان کے کوٹ میں ڈال دی۔

\*\*\*\*\*

ہوا کو لکھنا جو آ گیا ہے

اب اس کی مرضی  
 کہ وہ خزاں کو بہار لکھ دے  
 بہار کو انتظار لکھ دے  
 سفر کی خواہش کو واپسوں کے عذاب سے ہمکنار لکھ دے  
 وفا کے رستوں پہ چلنے والوں  
 کی قسمتوں میں غبار لکھ دے  
 ہوا کو لکھنا جو آگیا ہے  
 ہوا کی مرضی کہ وصل موسم میں  
 ہجر کو حصہ دار لکھ دے  
 محبتوں میں گزرنے والی رُتوں کو ناپائیدار لکھ دے  
 شجر کو کم سایہ دار لکھ دے  
 ہوا کو لکھنا سکھانے والوں  
 ہوا کو لکھنا جو آگیا ہے !!!۔۔۔

سب لوگ اس وقت ٹکسٹس کینسل کروا کر دلاور کے گھر میں موجود تھے۔۔۔

"ہم شاہ جی کی جگہ ان کے قاتل کو دے دیں کیا یہ انکی پاکیزہ محبت کی توہین نہیں؟ دعا نے خفگی سے  
 ازلان کو کہا۔۔۔ انکی جگہ کوئی بھی نہیں لے سکتا کوئی بھی نہیں۔۔۔ ہم نے کہا ہمیں کسی سے بدلہ نہیں

لینا اس کا مطلب یہ نہیں ہمیں دلاور کی محبت نے روکا ہمیں اس جیت نے روکا جو چند منٹ کے الفاظ بول کر پچاس ہزار ڈالر کی ٹرائی وہ لے گیا تھا۔۔۔ مجھے روکا ہے ان بے قصور لوگوں نے جن کو ایک اچھے ڈاکٹر کی ضرورت ہے جو نیند سے زیادہ مریض سے محبت کر سکیں۔۔۔۔ ہم نہیں چاہتے کوئی ہماری طرح لاوارثوں کی زندگی گزارے۔۔۔

تم لاوارثوں کی زندگی گزار رہی ہو؟ از لان کو ان الفاظ نے دکھ دیا۔۔۔۔

کیا بات ہے جو تمہاری نہیں مانی جاتی یہ کیوں نہیں دیکھتیں کہ پوری زندگی تمہارے سامنے ہے کون ہے جو تم سے محبت کرے تمہیں ہمسفر بنائے۔۔ اگر کوئی ہمسفر بنا بھی لے تو کون ہوگا جس کی محبت میں کھوٹ نہ ہو۔۔۔ صرف دلاور صرف دلاور ہے دعا۔۔۔۔

مگر ہمیں نفرت ہے اس سے دعا بے بسی سے رو دی۔۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا از لان نے اسے اپنے ساتھ لگاتے اسکا سر سہلایا۔۔۔

ازو شاہ جی کی روہ ہم سے خفا ہو جائے گی وہ تو سات سال سے خواب میں بھی نہیں آئے۔۔۔ میں نے بہت وظیفے کئے بہت منتیں مانگی مگر وہ سات سال سے خفا ہیں۔۔ ہماری کیا غلطی ہے۔۔۔ وہ کیوں خفا ہیں ہم تو آج بھی ان سے اتنی ہی محبت کرتے ہیں ان کے نام سے جیتے ہیں یہ دیکھو ہم نے کبھی چوڑی نہیں پہنی ہماری کلانی خالی ہے اور یہ بے رنگ کپڑے دعا نے اپنا آنچل دکھایا۔۔۔

دعا شاہ جی اپنی دعا سے اس لئے خفا ہیں کیونکہ تم ہیر بن کر آس کی زندگی گزار رہی ہو چندا۔۔ کیوں خود کو اس لا حاصل میں محبت میں ہلکان کرتی ہو جس کا وجود ہی دنیا میں باقی نہ ہو۔۔۔ شاہ جی بھی یہی چاہتے

ہوں گے انکی دعا اپنی زندگی رنگوں سے بھر لے خوش رہے محبت کرے اور محبت وصول کرے تم کیوں ایسی خشک زندگی گزار رہی ہو۔۔۔ ۹۹

ہمیں لگتا ہے وہ ہماری پڑھائی کرنے سے خفا ہیں۔۔ ہم نے فضول میں پڑھا کسی کام نہ آیا ہمارے۔۔۔

ازلان مسکرایا اور اسکا سر سہلاتے کہنے لگا میری گڑیا کا پڑھا میرے کام آیا نہ، میرے بزنس کو میری گڑیا کی دن رات کی محنت نے وہاں تک پہنچا دیا جہاں لے جاتے مجھے کم سے کم تیس سال لگ جاتے۔۔۔

پر ہم دلاور سے شادی نہیں کر سکتے اور جس سے بھی کروادو۔۔۔ دعا نے ضد سے کہا۔۔۔ دعا سات سال تم نے اپنی کر کے دیکھ لی اب سات دن میری کر لو میں آج ہی تمہارا دلاور سے نکاح کر رہا ہوں تم سات دن اسکے ساتھ گزار کر دیکھ لو پھر تمہاری ہر بات مانوں گا۔۔۔ نفرت ہے ہمیں اس سے۔۔۔ دعا کہتے ازلان کی طرف دیکھنے لگی وہ خفگی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ صرف سات دن اپنے بھائی کی خاطر ازلان نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے کہا۔۔۔

کبھی کچھ نہیں مانگا تم سے گڑیا ہمیشہ صرف دیا۔۔۔ تم نے مجھ سے میری اولاد مانگی میں نے اس پر بھی ایک سینکڑ بھی سوچے بنا تمہاری جھولی میں ڈال دی۔۔۔ کیونکہ تم میری گڑیا ہو اور میرے لئے تم سے بڑھ کر کچھ نہیں تم نے مجھے ادینہ کو اپنانے کو کہا مجھے اس عورت کو اپنانا پڑا جس نے تمہاری زندگی تباہ کی۔۔۔ مجھے اس سے محبت نہیں ہے وہ میری مجبوری ہے کیونکہ تم اسے رکھنا چاہتی ہو۔۔۔ میں

تمہاری ہر بات مانتا ہوں۔۔۔ بابا بھی تمہارے غم میں چلے گئے کیا سات سال میں ایک بھی ایسا رشتہ آیا تھا جو تمہیں سبز قدم نہ کہہ کر گیا ہو؟

صرف سات دن دعا اپنے بھائی کی خاطر پھر جو تم فیصلہ کرو۔۔۔

جو مرضی آئے کرو دعا نے آنسو گراتے کہا۔۔۔

تھینک یو میری پیاری گرٹیا۔۔۔ از لان باہر نکل گیا۔۔۔

\*\*\*\*\*

بے یقینی سی بے یقینی تھی دلاور کو دعا مل گئی تھی۔۔۔

"صرف سات دن اس کے بعد ہم تمہاری شکل بھی نہیں دیکھیں گے دعا نے وارن کرتے کہا۔۔۔"

دلاور کی مسکراہٹ رکنے کا نام ہی نہ لے رہی تھی اس نے سر کو خم دیا۔۔۔ ادینہ نے عشاء کی نماز

پڑھی اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔۔۔۔

"یا اللہ دعا نے اپنی زندگی میں بہت دکھ اٹھائے ہیں اس کے دل میں بھائی کے لئے محبت اور رحم ڈال

دے اس نے سات سال جس کرب میں گزارے ہیں میرے بھائی کو اتنی ہمت دینا وہ انکا دوا کر

سکے۔۔۔ یا اللہ ہم سب کی سزا ختم کر دے اللہ تو معاف کرنے والا ہے ہمیں معاف کر دے۔۔۔"

"ادینہ" از لان نے بے چینی سے کروٹ بدلتے اسے دیکھتے پکارا۔۔۔ ادینہ از لان کی آواز پر تیزی سے

دعا پڑھتی اٹھی اور آنسو صاف کرتی اس تک گئی۔۔۔

آپ نے بلایا؟ ادینہ نے جھجک کر پوچھا۔۔۔



مجھے تم سے کچھ پوچھنا تھا۔۔۔۔۔ جی ادینہ نے اس کے پاس بیٹھتے کہا۔۔۔۔۔ تم نے کہا تھا تمہیں مجھ سے محبت ہے؟ کیا یہ سچ ہے؟؟ ازلان نے براہ راست پوچھا۔۔۔۔۔ ادینہ گڑبڑاتی کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔ وہ پری اور علی تو دعا کے پاس ہی ہیں انکو لے آؤں۔۔۔۔۔

جو پوچھا ہے وہ بتاؤ ازلان نے اس کو کلانی سے پکڑتے کہا۔۔۔ ادینہ چپ ہو گئی۔۔۔ ازلان نے اس کا چہرہ اپنی طرف موڑا اور اس کے کپکپاتے لب دیکھے جو خوف سے کانپ رہے تھے شاید اب وہ اسے محبت کی سزا سنائے گا۔۔۔۔۔

اس کے مومی چہرے پر خوف و حراس کے تاثرات تھے۔ ازلان نے اگر محبت نہ دی تھی تو کبھی تکلیف بھی نہ دی تھی ہاں وہ دعا کا رویہ خاموشی سے دیکھتا تھا وجہ ادینہ کی وہ بیوقوفی تھی جو اس سے ہوئی تھی۔۔۔

ازلان نے آہستگی سے اسکے ہاتھ کو چومتے اسے خود میں سیٹا۔۔۔ "سب کے سامنے کہہ سکتی ہو مگر مجھ سے نہیں ازلان نے خفگی سے کہا۔۔۔" ادینہ کے رونے میں شدت آگئی۔۔۔

\*\*\*\*\*

علی کوٹ میں جاگ رہا تھا مگر پری کہانی سن رہی تھی۔۔۔ دعا کے بازو پر وہ سونے کا نام ہی نہ لے رہی تھی دلاور جانے کہاں تھا۔۔۔ دعا اسے اس وقت دیکھنا بھی نہیں چاہتی تھی وہ اس نکاح سے ذہنی طور ہر ڈسٹرب تھی اور بچوں میں لگ کر اپنی ذہنی روح کو بھٹکنے سے روک رہی تھی مگر بار بار شاہ کمال کا چہرہ سامنے آتا آنکھیں بھر بھر جاتیں، چشم غم کو روک نہیں سکتی تھی۔۔۔ اسی طرح پری کو سلاتے وہ

خود بھی سو گئی۔۔۔ علی سب آوازیں بند ہو جانے پر ہلکا ہلکا ری ری کرنے لگا۔۔۔ وہ منہ میں ہاتھ ڈال کر خفا ہوتا چھت کو دیکھ کر بند پنکھے سے لڑ رہا تھا۔۔۔

دلاور نے چابی سے کمرے کا بند دروازہ کھولا اور اسے اپنے بیڈ پر استحقاق سے سوتے دیکھ مسکرایا۔۔۔

بہت ہی نرمی سے دعا کے قریب ہوتے دلاور نے اسکی شفاف دودھیا پیشانی پر مہر محبت ثبت کی۔۔۔ دعا کی پیشانی پر نیند میں بل ڈلنے لگے اسکی آنکھوں کو چھوتے دلاور بے اختیار ہونے لگا۔۔۔ دعا کی آنکھ کھلی تو خود پر جھکے دلاور کو دیکھ کر جیسے ہی چلانے لگی دلاور نے اسکے منہ پہ ہاتھ رکھے اسے چلانے سے روکا۔۔۔ اور اسکے کان کے قریب ہو کر بولا پری سوئی ہے۔۔۔۔۔

دلاور کا ہاتھ ہٹاتی وہ دبا دبا چلائی۔۔۔ تمہارے نکاح میں ہم صرف ایک ہفتے کے لئے ہیں۔۔۔ اپنی حد میں رہو۔۔۔ اور نکل جاؤ اس کمرے سے۔۔۔ یہ میرا کمرہ ہے۔۔۔۔۔

اور اس گھر میں صرف دو ہی کمرے ہیں۔۔۔ دلاور نے اسکے بکھرے بال سمیٹتے محبت سے تصح کرتے کہا۔۔۔

ہماری طرف سے جہنم میں جاؤ مگر ہمیں ہاتھ بھی مت لگانا۔۔۔

"ایسی تو کوئی شرط نہیں تھی مسز دلاور بات ایک ہفتے تک ٹرائل شوہر بننے کی تھی اگر آپ اس طرح خفا خفا کر مجھے گھر سے نکال دیں گی تو کیا خاک میں ایک ہفتے میں محبت چکا پاؤں گا؟"۔۔۔

"ہم تمہیں نہیں نکالیں گے مگر اپنے دیکھتے جذبات کا سہارا مت لو یہ ہمیں گھائل نہیں کر سکتے۔۔۔ اگر ہم خود کو تمہاری تحویل میں ایک ہفتے کے لئے دے رہے ہیں تو ہمیں یقین ہے اس نفرت پر جو ہمیں تم سے ہے۔۔۔۔"

"مجھے بھی یقین ہے اپنی محبت میں آپکے دل میں اپنی محبت جگا دوں گا گڈ نائٹ۔۔۔ دلاور نے جھک کر اس مصر کے دانے کو چوما جسے چومنے تو کیا آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرات آج کسی میں نہ تھی۔۔۔ مگر دلاور نے جب سے دعا کے ان مصر کے دانوں کو دیکھا تھا وہ اپنا سب ہار چکا تھا اور وہ کیسے خود کو بے مراد رکھتا جب وہ اسکی تحویل میں تھے۔۔۔ ان پر اپنی محبت کی مہریں لگاتے وہ جا کر سامنے کاؤچ پر سو گیا۔۔۔ مگر دعا پوری رات نہ سو سکی بار بار دلاور کے لمس کو وہ چہرے سے ہٹاتی کبھی علی کو لے کر ٹھلے اسے گھورتی۔۔۔"

صبح دلاور شاو ر لے کر نکلا تو شرٹ پہننے کے بعد اپنے نم بال دعا کے چہرے پر پھڑکے رات جاگ کر گزارنے کے بعد وہ اب سو رہی تھی۔۔۔۔ پانی کے قطروں سے دعا ڈسٹرب ہوئی اور اسکی آنکھ کھل گئی دلاور کا مسکراتا چہرہ دکھ کر وہ خفا ہوئی۔۔۔ کیا بے ہودگی ہے یہ اور بچے کہاں ہیں ہمارے؟۔۔۔۔

ہمارا تو کل نکاح ہوا ہے ابھی سے بچے کیسے آ گئے؟ دلاور نے آئینے میں سے دیکھتے معصومیت سے کہا۔۔۔

منہ بند کرو اپنا ہم اپنے بچوں کا پوچھ رہے ہیں پری اور علی کا۔۔۔ دعا نے اٹھتے چل پہنی اور تن فن کرتی باہر چلی گئی۔۔۔ ادینہ علی کو گدگداتے پیار کر رہی تھی بار بار اسے چومتی۔۔۔

ماما صدقے میرا بیٹا ہے یہ میرا کا کا ہے یہ۔۔۔ سارا دن پھوپھو کے پاس رہتا ہے ماما کی یاد نہیں آتی میرے گولو کو وہ دیوانہ وار بار بار علی کو چومتی۔۔۔

دعا کو یاد آیا ان سات مہینوں میں پہلی بار دینہ نے اسے پکڑا تھا وہ کس قدر ظالم تھی ایک ماں سے اسکے بچے چھین کر کیسے خوش تھی۔۔۔

"بس کر دو دوسروں کے بچے پانا۔۔۔ اپنے بچے اپنے ہی ہوتے ہیں۔۔۔ یہ جب بڑے ہوں گے تو آپ سے محبت کی بجائے نفرت کریں گے دعا کیونکہ ان کو پتہ چل جائے انکی پھوپھو نے انکی ماما سے انکو چھینا۔ ماں جیسی بھی ہو اسکا دکھ سنتے اولاد پگھل جاتی ہے خود کو تباہ مت کرو۔۔۔ دلاور نے آہستہ سی آواز میں کہا۔۔۔

یہ ہمارے بچے ہیں۔۔۔ دعا نے بنا دلاور کی طرف دیکھے کہا۔۔۔ ہاں بلکل یہ بھی ہمارے بچے ہیں۔۔۔ مگر پیدا کرنی والی ماں تو وہ ہے نہ جس نے پہلی بار اس بچے کو پکڑا ہے مگر وہ دیکھو کیسے خوش ہے وہ اس لمس کو پہچانتا ہے۔۔۔

دعا ست روئی سے چلتی واپس کمرے میں فریش ہونے چلی گئی کمرے میں آئی تو ناشتہ لگا تھا دعا ناشتے کے سامنے بیٹھ گئی۔۔۔

ایم سوری وائف یہ ہمارا پہلا بریک فاسٹ تھا مگر مجھے ایمر جنسی جانا پڑا۔۔۔ شام کو ملتے ہیں۔۔۔ ہونہ دعا نے چٹ پھاڑتے پھینکی۔۔۔ اور ناشتہ کرنے لگی مگر دل میں بے چینی اور بے سکون سے تھا وہ کیا کر بیٹھی تھی اور کیوں کروہ ازلان کی ضد میں ہار گئی تھی۔۔۔ وہ کونسا اس سے خفا ہو جاتا۔۔۔ بے دلی سے

چند لقمے کھائے ہی تھے کہ اسے ووٹنگ ہو گئی۔۔۔ دعا کی اس آواز پر ادینہ آئی اور اسے سنبھالنے لگی۔۔۔

آپ کو تو بخار ہے ادینہ نے اسے چھوتے کہا۔۔۔ ہم ٹھیک ہیں دعا نے ادینہ کا ہاتھ جھٹکا اور بستر پر سر رکھ لیا۔۔۔ میں بھائی کو بلاتی ہوں۔۔۔ اچانک کیسے بخار ہو گیا۔۔۔

اسے نہیں بلانا دعا نے لب بھیجے کہا مگر ادینہ ان سنی کرتی باہر نکل گئی۔۔۔

میری جدائی میں بخار ہو گیا بول کر تو گیا تھا شام تک لوٹ آؤں گا ازلان اور ادینہ کی وجہ سے دلاور نے اتنی آہستہ کہا بمشکل دعا سن سکی۔۔۔ اس کا مکمل چیک اپ کرتے وہ میڈیکل باکس چیک کرنے لگا اور اپنے ہاتھ سے اسے میڈیسن کھلانے لگا۔۔۔

آپ رات بھر جاگتی رہی ہیں؟ اسکی آنکھیں دیکھتے دلاور نے کہا۔۔۔ دعا نے کوئی جواب نہ دیا دلاور نے اسے سکون آورا انجیکشن دیا اور کمرہ مقفل کر تا باہر آ گیا۔۔۔

\*\*\*\*\*

دلاور دعا کو اچانک کیا ہوا ہے؟ ازلان نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔ وہ کسی چیز کا سٹریس لے رہی ہیں۔ کس چیز کا یہ ہم سب جانتے ہیں۔۔۔ ان کو وقت چاہیے مجھے معلوم ہے وہ بہت باہمت ہیں۔ سنبھل جائے گی۔۔۔

دلاور کی تسلی پر ازلان اور ادینہ کو بھی کچھ سکون ہوا۔

\*\*\*\*\*

لگتا ہے سات دن صرف خان زادی صاحبہ کی خدمت ہی کرنی ہوگی۔۔ دلاور نے مصنوعی فکر سے کہتے دودھ کے گلاس کے ساتھ دوا دی۔۔ دعا نے دلاور کا ہاتھ جھٹک دیا۔ "دور رہو" ہم " سے نفرت ہے ہمیں "تم" سے "

لگتا ہے بخار دماغ پر چڑھ چکا ہے۔

مس خان زادی آپ نے اس بندہ ناچیز حقیر سے آدم کو سات دن کے لئے اپنا ساتھ بخشا ہے۔ وہ بھی خود کو میرے نکاح میں دے کر اور شوہر کے حقوق سے تو آپ باخوبی واقف ہونگی مگر پھر بھی بتا دیتا ہوں شوہر کو کسی بھی بات پر نہ کرنے یا خفا کرنے سے حوریں لعنت بھیجتی ہیں۔۔ وہ اور بھی کچھ کہہ رہا تھا مگر دعا خاموشی سے واپس تنکھے پر گر گئی۔۔ شاہ جی کیا سوچا تھا اور کیا ہو گیا آپ کی جگہ لی بھی تو کس نے؟ آپ کے ہی قاتل نے گرم سیال بے اختیار دعا کی آنکھوں سے نکل کر تنکھے میں جذب ہونے لگے۔۔ دلاور نے بہت ہی نرمی سے ٹٹو سے انکو صاف کیا اور اسکے سر کے نیچے ہاتھ رکھتے کچھ اونچا کیا اور دو اکھلاتے دودھ منہ کو لگا دیا جسے بنا کسی احتجاج کے دعا نے پیا۔۔ ٹٹو پا کٹ میں رکھتے دلاور نے دعا سے کہا آپ اس طرح خود کو گھر میں بند رکھیں گی تو کبھی ٹھیک نہیں ہو پائیں گی آج شام کو ہم باہر جائیں گے ویسے بھی سات دن میں سے ایک دن تو خراب کر ہی دیا۔ دعا نے ناگواری سے اسے دیکھا تو وہ خود کے سر پر چپت لگاتا باہر نکل گیا۔۔۔

\*\*\*\*\*

ہمیں نہیں جانا بس۔۔۔ ازلان تم، تمہاری بیوی اور تمہارے بچے سب جاسکتے ہیں تم اپنی بیوی کے بھائی کو بھی لے جاؤ ہمارا اس پیپی فیملی میں کیا کام؟؟؟ دعا نے چھت کو دیکھتے کہا جیسے کوئی اور اسکے علاوہ موجود نہ ہو۔۔۔

وہ میری فیملی ہے دعا یا تم؟ تم سے میری فیملی ہے تم بن کیا اچھا لگے گا جانا۔۔۔

ہم نے کہا نا چلے جاؤ سب لوگ ہماری زندگی سے دعا نے تیز لہجے میں کہا۔۔۔

دعا تم اب تھپڑ کھا لوگی ازلان نے غصے سے کہا اور بازو سے کھینچتے اسے بستر سے نکالا پانچ منٹ ہیں منہ دھو کر باہر آؤ۔۔۔ تمہیں کچھ کہتا نہیں اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم میری محبت کا ناجائز فائدہ اٹھاؤ۔۔۔

چلو جلدی کچھ بھی سنے بنا ازلان نے اسے واش روم دھکیل دیا مگر اگلے پانچ منٹ تو کیا آدھے گھنٹے بعد بھی وہ باہر نہ آئی تو ازلان نے زور زور سے دروازہ بجایا مگر جواب نہ ملا دلاور ادینہ سب ازلان کے چلانے کی آواز سن کر آگئے مگر دعا کو شاید کچھ ہو گیا تھا۔۔۔

اس نے کچھ کرتو نہیں لیا ازلان کے دماغ میں خیال آیا۔۔۔

دلاور تمہارے پاس یہاں کی چابی ہوگی؟ نہیں چابی تو نہیں ہے دلاور نے کہتے اثبات میں سر ہلایا اور منہ

پر انگلی رکھ کر چپ رہنے کا کہا۔۔۔ اور دروازے کے باہر بنا چاپ کئے وہ باہر سے چابی لایا ازلان

دروازہ بجاتا ہی جا رہا تھا بہت نا محسوس طریقے سے چابی سے لاک کھولتے دلاور نے دروازہ کھولا اور

سامنے کا منظر دیکھ کر کمر پر ہاتھ رکھے۔۔۔

کیا ہوا وہ ٹھیک ہے؟ ازلان نے دلاور سے پوچھا دلاور نے ہٹ کر ہاتھ سے اندر دیکھنے کو کہا۔ دعا کمپوڈ

پر بیٹھی اپنے فون کے ساتھ لگی تھی وہ اس طرح تھی جیسے کوئی آواز اسے سنائی ہی نہ دے رہی ہو۔

ازلان نے لب بھینچے۔۔۔ ادینہ خاموشی سے باہر چلی گئی وہ جانتی تھی اسے دیکھتے دعا کا غصہ اور تیز ہو جائے گا۔۔۔ دعا تم کیا کر رہی ہو؟ ازلان نے دانت کچکچاتے کہا ہم سب پاگل ہیں ایک گھنٹے سے باہر سے دروازہ بجا رہے ہیں اور تم اندر فون پر لگی ہو۔۔۔ دعا کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں آئی دعا تم سن رہی ہو؟ ازلان نے خفگی سے کہا

نہیں یہ نہیں سن سکتیں میری وائف کچھ مین ہیں دلاور نے اندر جاتے کہا اور دعا کو اٹھالیا۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی ہمیں چھونے کی دعا نے تڑخ کر کہا۔۔۔ اتارو ہمیں مگر دلاور دعا ہی کی طرح کان بند کئے اسے اٹھائے باہر لے گیا اور بیک سیٹ پر بٹھاتے سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا دعا نے اترنا چاہا تو ایک طرف ازلان تھا جبکہ دوسری طرف ادینہ آگئی گاڑی چلنے لگی۔۔۔ ازلان سے لڑنا بے کار تھا وہ ادینہ کو گھورنے لگی۔۔۔ جو دعا کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی مگر ہتھیلیاں خوف سے بھیگ رہی تھیں دعا کا کیا بھروسہ غصے میں اسے ہی گاڑی سے پھینک دے۔۔۔ ماموں آسکریم بھی کھانی ہے نا آگے بیٹھی پری نے کہا۔۔۔

دعا اور کسی طریقے سے تو ٹارچر کر نہیں سکتی تھی مگر ادینہ سے علی کو بے درمی سے کھینچ لیا۔۔۔ آئندہ ہمارے بچوں کو بنا اجازت ہمارے سوتے بھی پکڑنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ دعا کے کھینچنے سے علی رونے لگ گیا۔۔۔ دلاور نے بیک ویو مرر سے دیکھا اور ادینہ کا سعادت مندی سے اثبات میں سر ہلانا ازلان بھی دعا کو منانے میں لگا تھا معافی کبھی محبت۔۔۔ مگر کسی نے ادینہ کے گرتے آنسو نہیں دیکھے جو چور نظر سے بار بار علی کو بلکتے دیکھتی اور مٹھیاں بند کر کے ضبط کر لیتی۔۔۔



وہ لب بھنچے گاڑی چلانے لگا۔۔۔ یہ وہ مومی گڑیا تو نہ تھی جو اسکی بہن تھی یہ تو کوئی اجڑے درخت کی بوسیدہ شاخ تھی۔۔ جو اپنی نو عمری میں ہوئی غلطی کا ازالہ دیتی آرہی تھی پھر یہ کیسی سزا تھی جو ختم ہونے کا نام ہی نہ لے رہی تھی۔۔۔

دلاور نے کارپاکستانی شاپنگ مال کے سامنے روکی سب نکل گئے مگر دعا ڈھیٹ پنے سے بیٹھی رہی۔ دلاور نیچے اترا اور دعا کو ایک دم کھینچتے گود میں اٹھالیا۔۔

بد تمیز دیکھ نہیں رہے ہم نے اپنے بیٹے کو اٹھایا ہے علی گرجاتا تو؟ دعا نے خفگی سے کہا۔ مجھے معلوم ہے آپ اپنے بھتیجے کو گرنے نہ دیتیں آپ کو بہت محبت ہے اپنے بھائی کے بچوں سے۔ دلاور نے تحمل سے اسکی تصحیح کی۔ اور نہایت نرمی سے زمین پر اتار اسب لوگ اندر جانے لگے۔ مختلف رنگوں کے کپڑوں کو دیکھتے ادینہ نے چھو اتو دعا کی چبتی نظروں کو خود پر محسوس کرتے ہٹ گئی۔ وہ دونوں ہی سفید لباس میں تھیں۔۔۔ دعا اسے گھورنے میں مصروف تھی جب یک دم لال کا دہر چڑی دلاور نے اس پر ڈال دی اور اسے اپنی طرف موڑتے دیکھنے لگا۔ دعا شذرہ گئی وہ دلہن کا دوپٹہ تھا "بیوٹی فل" دعا کو دیکھتے دلاور نے اپنے ساتھ اسکی سیلفی اور مزید کپڑے دیکھنے لگ گیا سرخ دوپٹہ سرک کر زمین بوس ہو گیا تھا۔ مگر وہ بت بنی وہیں کھڑی رہی وہ نہیں جانتی کب سب نے شاپنگ کی؟ کب کیا ہوا؟ کس نے علی کو اس کے ہاتھ سے لیا؟ اسکا سر دڑتا وجود تھا مگر سپاٹ چہرہ۔۔ دلاور اسکا ہاتھ پکڑے جانے کیا کیا لیتا رہا۔ سات سال چھ ماہ بعد رنگ اس کے تن پر اڑایا گیا تھا اور یہ وہی رنگ تھا جسے پہننے کے بعد اسکی دنیا اجڑ چکی تھی اور آج یہ رنگ اڑانے والا بھی وہی تھا جس نے اسکی دنیا اجڑی تھی۔۔۔

\*\*\*\*\*

"خاموشی سے گزرتے ہیں لمحات میرے۔

مجھے اب تنہائی اچھی نہیں لگتی۔"

یوں بھی بے وقت ہی تھا تیرا ہر واویلا۔

تیری سوچوں کو محفوظ میری خاطر کیا گیا۔

سمندر کی لہریں بے تحاشہ اڈ رہیں تھی دعا ان چیختی چلاتی لہروں کو خاموشی سے دیکھ رہی تھی افق کے غروب ہونے کا دل بھالینے والا منظر تھا جن میں چلتے ازلان اور ادینہ تھے ایک دم اسکا پیر پھسلا جب ازلان نے اسے سنبھال لیا۔ لہروں کا شور اور تیز ہوجکا۔۔ طوفان کے جکڑاںد رباہر چل رہے تھے۔ ازلان نے جس طرح اسے اپنے حصار میں لیا دعا کے دل میں عجیب سی حسرت جاگی۔ وہ اگر پھسل جاتی تو کوئی نہ تھا جو اسے سنبھالتا اسے اس طرح چاہتا وہ جانتی تھی اسکی لاکھ مخالفت میں بھی ازلان اور ادینہ کو محبت ہو چکی تھی۔ وہ اب صرف تنہا تھی اپنے بدلے کے ساتھ اور شاہ کمال کی پچھڑی یادوں کے ساتھ جو کرب کے سوا کچھ نہ تھا وہ حاصل ہو کر بھی لا حاصل رہا تھا۔

طبعیت ٹھیک ہے اب آپکی؟ دلاور نے اسکی پیشانی چھوتے پوچھا۔۔ دعا نے کوئی احتجاج نہیں کیا صرف ہوا سے بے قابو ہوتی آوارہ لٹیں سمیٹیں۔ کیا ہوا لڑیں کیوں نہیں میری خان زادی دلاور نے تھوڑی چھوتے اتنی محبت سے پوچھا کے دعا کی آنکھیں بھرا گئیں۔۔ وہ ٹوٹی ڈور کی طرح اشک بہاتی چلی گئی۔۔

دعا کیا ہوا ہے آپ کو؟ دلاور نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔ مجھے سب چھوڑ جاتے ہیں میں منحوس ہوں سبز قدم ہوں۔ اماں، بابا، خالہ، شاہ جی پھر بابا سائیں اب ازلان بھی۔۔۔ میں بہت بری ہوں میں کیوں زندہ ہوں مجھ سے کوئی محبت نہیں کرتا کیونکہ میں سبز قدم ہوں ایک دم وہ اٹھی اور نفسیاتی انداز میں پانی میں اترنے لگی۔ دعا مجھے محبت ہے آپ سے دلاور مر سکتا ہے اپنی دعا کے لئے بیچ سمندر میں اسے روکتے دلاور نے خود میں بھیج دیا۔۔۔ آفتاب اب جانے کو تھا تیز ہوتی لہریں بھی ان کا سکوت نہ توڑ سکیں وہ لاکھ چیختی چلاتی سر پہنچتی رہی مگر دلاور کی گرفت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی رہی۔۔۔ ادینہ نے ازلان کا بازو ہلا کر دعا کی طرف اشارہ کیا جیسے کہہ رہی ہو میری اور دعا کی سزا ختم ہو چکی ہے۔۔۔ سمندر کی لہروں نے اس ملن پر بے حد شور مچایا مگر وہ بھی دلاور تھا اس نے کسی ایک لہر کی آواز بھی نہ سنی۔۔۔

پہلے وعدہ کرو ہمیں چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤ گے نہ ہی ہم سے پہلے مرو گے دعا نے اسکے سینے میں منہ چھپائے کہا۔۔۔ "ڈاکٹر دلاور کا پر اس ہے دعا اپنی آخری سانس تک وہ دعا کا ساتھ دے گا مگر جہاں تک موت کی بات ہے تو یہ سب اللہ کے اختیار میں ہے۔ میرے بس میں صرف آپ سے محبت کرنا ہے۔ آپ کے ساتھ جینا۔۔۔ لیکن آپ کو میرے لئے ہر رنگ پہننا ہو گا ہر رنگ سے دوستی کرنی ہوگی بلکل وہی دعا بننا ہو گا جو شاہ کمال کے لئے کلائی تک چوڑیاں پہن کر سجا کرتی تھی۔۔۔ دلاور کی اس فرمائش پر دعا خنگی سے دیکھتی اسے گھورنے لگی۔"

ویسے ابھی تو دو دن نہیں ہوئے تھے پانچ دن باقی ہیں دو دن میں خان زادی کو منالیا تو سوچو پانچ دن میں کیا کر سکتا ہے یہ دلاور۔

زیادہ مت اتر اوہم نے صرف اپنے بھائی کی خوشی کی لئے سمجھوتا کیا ہے دعا نے آنسو پونچھتے کہا۔۔۔

جانتا ہوں میں آپکو دلاور نے پاکٹس میں ہاتھ ڈالے کہا۔۔

وہ لوگ سمندر کے درمیان میں تھے ایک بڑی لہر سے دلاور کا پیر پھسلنے ہی والا تھا دعا نے فوراً سنبھالا۔ اسی خوف سے کہ اب کے اسی کوئی چاہ دلاور کو بھی ختم نہ کر ڈالے۔

بس ثابت ہو گیا دعا خان زادی نے ڈاکٹر دلاور کو اپنے بھائی کے لئے وئی کیا ہے قہقہہ لگاتے دلاور نے کہا۔۔

"دعا کی زندگی میں خوشیاں آنے میں دیر لگی تھی مگر اتنی بھی نہیں کہ زندگی ختم ہو جاتی اور حسرتیں باقی رہ جاتیں ہم سب کو اپنی زندگی میں خوش ہونے کا حق ہے۔ پالینے کی چاہ ہے تو پھر دعا کا کیا قصور تھا وہ حسرتوں کی نشانی بنی اس دنیا سے چلی جاتی سبز قدم منحوس جیسے الفاظ کا تعلق نہ ہمارے مذہب میں ہے نا ہی انکی کوئی حقیقت ہے اگر کسی کی زندگی میں شامل ہوتے اسے کچھ ہو جائے تو اسکا ہر گز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ سامنے والا سبز قدم ہے بلکہ وہ تو قابلے محبت اور رحم ہوتا ہے۔۔ اسے ہم سب سے زیادہ محبت کی ضرورت ہوتی ہے۔"

"رحم کر میرے مولا میرے حال پر یہ دنیا ظلم کرتی ہے کہ میں سبز قدم ہوں مگر میں نہیں ہوں۔۔ میں تیری بنائی بندی ہوں عشق سے مبرا خاکی ہوں۔۔"

\*\*\*\*\* تمت الخیر \*\*\*\*\*